القول المعتبر (المعروف بہ)

شانِ مولائے مرتضیٰ وامیر معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

نام کتاب: القول المعتبر

مؤلف: سید نجم مصطفےٰ بخاری نقشبندی

نظر ثانی: علامہ سید جاوید اقبال

استاذ العلماء مولانا جنید رؤوف انصاری

کمپوزنگ: راجہ زوہیب کیانی، محمد ناصر الہاشمی

ناشر: ادارہ بشیر المصنفین آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف سوہاوہ

صفحات: 112

تعداد: **1100**

قیمت:

ملنے کے پتے

اہل السنۃ پبلی کیشنز گلی شاندار بیکرز۔منگلا روڈ، دینہ (جہلم)

0321 7641096 , 0544 630177

ادارہ بشیر المصنفین رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ

03431248815,03009521915

جامعہ فیضان مدینہ، پنڈوری اڈہ نزد منگلا تھانہ

0333-3800800 , 0322-597344

فهرست

انتسابِ جمیل

بدرُ المشائخ، محافظِ عقائدِ اسلامیہ، پابندِ شریعت

حضرت ابوعرفان پیر سید بشیر حسین شاہ بخاری نقشبندی

رحمۃ اللہ علیہ

و

عالم یلمعی، مفسر قرآن، شارح بیضاوی

حضرت علامہ مولانا خان محمد نوری چشتی

رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جنہوں نے وفا کا درس دیا۔

فقیری میں شاہی کا گوہر اپنی آستین میں رکھا۔

اسلاف کے عقائد کا پرچار کیا۔

تصوف، شریعت اور قرآن کی روح سے لوگوں کو روشناس کروایا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ناکارۂ خلائق

سید نجم مصطفےٰ بخاری نقشبندی

ھدیہ عقیدت

ان مقبولان بارگاہ کے نام

جنہوں نے اس گناہگار کو دعائیں اور حوصلہ دیا۔

فیض یافتہ نگاۂ بشیر شاہ جی، مناظر اہل سنت، والدِ محترم

علامہ سید جاوید اقبال بخاری نقوی

و

شہزادۂ اہلسنت، محافظ عقیدۂ ختم نبوت

حضرت پیر سید عرفان امیر شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف

و

محسن اہلسنت، جامع المعقول والمنقول، استادِ محترم

حضرت علامہ پروفیسر بابر حسین بابر صاحب زیدہ شرفہ

مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر العباد

سید نجم مصطفےٰ بخاری نقشبندی

تقریظ

ازقلم :۔ حضرت علامہ مولانا قاری سفیر اختر سلیمانی نقشبندی

فاضل تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان ،ایم۔اے علوم اسلامیہ،ایم۔اے عربی

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

مخلص فی اللہ، مجاہدِ اہلسنت ،قبلہ علامہ سید نجم مصطفےٰ بخاری نقشبندی زید شرفہ نے "القول المعتبر "المعروف بہ شان مولائے مرتضیٰ وامیر معاویہ رضی اللہ عنہما ،کے عنوان سے کتاب لکھی۔ جسکا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

قبلہ شاہ صاحب نے مجاہدانہ کام سرانجام دیا ہے جو کی دینِ متین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اس تصنیف کی اس پرفتن دور میں اشد ضرورت تھی۔ شاہ جی کے پیش کردہ دلائل کو پڑھنے والا ان شاء اللہ راہِ راست پر رہے گا۔

دعا ہے کہ خداوند کریم جل جلالہ قبلہ شاہ جی صاحب کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور علم وعمل، فنِ تحریر وتقریر میں برکتیں عطا فرمائے۔ انکو شریروں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ اہل ایمان کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین ثم امین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

طالبِ دعا

قاری سفیر اختر سلیمانی نقشبندی کلرہ شریف ڈومیلی جہلم

تقریظ

الحمدللہ والصلوۃ علی رسول اللّٰہ وآلہ واصحابہ و ازواجہ

و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین

اما بعد

فاعوذ با للہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ، وفی الباب عن عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَمُعَاوِيَةَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں : -یہ حدیث حسن صحیح ہے، -اس باب میں عمر،ابوہریرہ،اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں۔

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْمُعَاوِيَةَ: أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْغُلُوطَاتِ .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باتوں سے منع فرمایا ہے جس میں بکثرت غلطی واقع ہو۔

وہی لوگ خوش نصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطا کرتا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ذریعے حاصل کرتے ہیں

دین کی وہی سمجھ قابل تعریف ہے جس سے وہ خود بھی راہ راست پر رہے اور دوسروں کو رب تعالیٰ کی توفیق سے اس راستے پر رکھنے کی کوشش کرے

ایسا علم جو توحید بیان کرتے ہوئے انبیاء کرام اور اولیائے کرام کی شان میں تنقیص کا باعث بنے وہ ضلالت و گمراہی ہے اسے ہدایت نہیں کہا جا سکتا اسی طرح جو شان صحابہ بیان کرتے ہوئے تنقیص اہل بیت یا بظاہر شان اہلبیت بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کر رہا ہو، ایسا شخص بھی ضال و مضل ہے مسلمانوں کو کافر بنانے اور کافروں کو مسلمان قرار دینے والے بھی راہ راست سے پھسلے ہوئے ہیں

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تصدق سے عالم نبیل فاضل جلیل علامہ سید نجم المصطفیٰ شاہ صاحب مدظلہ العالی اپنی بہترین فہم وفراست سے خود بھی عقائد صحیحہ پر قائم ہیں اور کوشش کرتے رہتے ہیں عوام الناس کی اصلاح وتربیت کی بھی بھرپور کوشش کر رہے ہیں

اس سے پہلے بھی شاہ صاحب چار کتب کی تصنیف کر چکے ہیں اور یہ کتاب علم دوست وعالم دوست پیر، یادگار اسلاف، فخر السادات آل بنی اولادِ علی، محافظ عقیدہ ختم نبوت پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید عرفان شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی کے حکم پر لکھی گئی جس کا نام ''القول المعتبر المعروف بہ شان شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ وکاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما'' رکھا۔

الحمد للہ ہمارے بزرگانِ دین کے قول ''اہلسنت و جماعت ایک اعتدال مذہب ہے جس کی ایک طرف خارجیت اور دوسری طرف رافضیت ہے'' کی ترجمانی کر رہی ہے جناب شاہ صاحب نے بڑے محتاط انداز میں اپنا موقف اپنی خداداد صلاحیت اور فہم وفراست سے

اپنے اور بیگانوں کے لیے بیان کیا ہے یہ مالک کائنات کا آپ پر خصوصی فضل وکرم ہے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے آپ کے علم وعمل میں اور ترقی عطا فرمائے، آمین

آپ کو جو کمال حاصل ہے اس میں آپ کے والد محترم یادگار اسلاف، عظیم نقطہ داں علامہ سید جاوید اقبال شاہ صاحب مدظلہ العالی کی تربیت شامل ہے اور آپ کے مرشد کریم، سراپا عجز وانکساری، علم دوست پیر، ولی کامل پیر سید بشیر حسین شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خصوصی نظر کا اثر ہے اور مجھے بھی جناب شاہ صاحب سے اس نسبت اور نسبت حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے باعث خصوصی محبت ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس تعلق کو دوام عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارك وسلم

دعا گو:

محمد جنید رؤوف انصاری

فاضل بھیرہ شریف ایم اے علوم اسلامیہ وایم اے عربی

گریجوایٹ ان لائبریرین سائنسز مدرس شعبہ درس نظامی

جامعہ لطف بشیر شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ ساگری

مجھے کچھ کہنا ہے۔۔۔۔۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جو خلاق عالم ہے اور ان گنت بے حد و بے شمار درود وسلام ہمارے آقا و مولا، احمد مجتبٰی، حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جن کے صدقہ سے جن کے ذریعہ سے ہم سب کو دولت ایمان نصیب ہوئی۔

میری یہ تصنیف ''القول المعتبر'' المعروف بہ شانِ حضرت علی المرتضٰی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما ہدیہ قارئین ہے۔اس تصنیف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کچھ نام نہاد اہلسنت و جماعت، اور کچھ نام نہاد سادات کی طرف سے تاریخی حوالہ جات کا سہارا لے کر مقدس شخصیات پر زبان طعن دراز کی گئی۔کچھ میرے مہربان شاگرد بھی تھے جو اس ناپاک مشن کا حصہ بنے۔

جن پتھروں کو کی تھیں عطا ہم نے دھڑکنیں
جب بولنے پہ آئے ہمیں پر برس پڑے

اس کتاب میں میرے مخاطب صرف اور صرف اپنے ہیں۔شہزادۂ اہلسنت، محافظ عقیدۂ ختم نبوت حضرت پیر سید عرفان امیر شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف کے حکم پر حق کی ترجمانی کرنے کی کوشش کی ہے۔

میں سب سے پہلے قارئین پہ یہ واضح کر دوں کہ میرا اپنا ذاتی عقیدہ ورائے اس حساس ترین مسئلہ پر یہ ہے کہ تمام مشاجراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر میں خاموشی کا قائل ہوں۔اور صحابی کلھم عدول کے اصول پر عمل پیرا ہوں۔اور اس معاملے پر گفتگو کرنا میرا مشرب نہیں ہے لیکن مجبوراً مجھے اس پر اب لکھنے کی جسارت کرنی پڑی۔

ہوسکتا ہے کہ میرا اسلوبِ تحریر کچھ کم عقل اور فرقہ پرست لوگوں کو پریشان بھی کرے اور فتویٰ بازی پر آمادہ بھی۔لہذا مجھے اپنا عقیدہ بیان کرنے میں قطعاً کوئی شرم محسوس نہیں ہو رہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر ہیں اور امیر شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا سرزد ہوئی ہے۔لیکن میرے میں اتنی ہمت نہیں کہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے فیصلے کی نفی کروں۔میں سب کے احترام کا قائل ہوں، کسی کی تنقیص میرا پیشہ نہیں ہے۔

ایک اور ضروری وضاحت کر دوں کہ جو مقام اور اختصاص مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہے، وہ مقام اور شان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں۔لیکن مرتبہ صحابیّت میں سب برابر ہیں۔اسکا کوئی صاحبِ شعور انکار نہیں کرسکتا۔

میرا یہ اسلوبِ تحریر رافضی نواز احباب کو برا بھی لگے گا۔اور خارجی نواز ذہن اس پر بھی تنقید کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔لیکن یہ اسلوب سب کو دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ صرف تاریخ کی باتوں کو حجت نہ سمجھیں۔ورنہ گمراہی آپ کی منتظر ہے۔

اللہ جلّ جلالہ سے یہی دعا ہے کہ میری اس کاوش کو اپنی اور پاکانِ امت کی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔یہی میری اُخروی نجات کا سبب بنے۔

آمین بجاہِ النبی الکریم صلّی اللہ علیہ والہ وسلم

احقر العباد: سید نجم مصطفیٰ بخاری نقشبندی

چند اہم باتیں!

اس کتاب کو سمجھنے کیلئے بہت ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم مرکزی نکتہ کو سمجھ لیں۔ وہ یہ ہے کہ صحابی کسے کہتے ہیں؟ اگر یہ بات سمجھ آجائے تو اس کتاب کو پڑھنے کا مقصد بھی واضح اور پورا ہوجائے گا۔

لہٰذا غور طلب اور وضاحت طلب جو لفظ ہے وہ ''صحابی'' ہے۔ صحابی اس بلند اقبال اور خوش بخت انسان کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں، حالتِ بیداری میں جانِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کیا ہوا اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہوا ہو۔

اولاً:۔ کوئی بندہ بھی اپنے عمل کے زور پر صحابی نہیں بن سکتا۔ بڑے سے بڑا ولی، غوث، قطب، ابدال وغیرہ صحابی کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

ثانیاً:۔ عابد وزاہد انسان خواہ ولی کامل ہی کیوں نہ ہو وہ اس صحابی کے مرتبہ کو نہیں پا سکتا اور نہ ہی اس کے برابر ہوسکتا ہے جس صحابی نے زندگی میں کوئی بھی عمل نہ کیا ہو۔

ثالثاً:۔ جو بھی صحابی ہوگا وہ علی الاطلاق ہوگا۔ اور صغیرہ یا کبیرہ گناہ اور صفاتِ انسانی اس کے درجے کو زائل کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں۔

رابعاً:۔ جو صحابی بن گیا اس کے بعد ایسا فعل یا قول کیا جو اسلام کے اصولوں کے خلاف تھا، مثلاً زکوٰۃ کا انکار، حج کا انکار، فرشتوں کا انکار وغیرہ تو وہ اب صحابی نہیں رہا۔ بلکہ اسلام کے اصولوں کا انکار کرنے کی وجہ سے وہ اب مسلمان بھی نہیں رہا۔ اس آدمی پر لفظ صحابی کا اطلاق اب نہیں کیا جائے گا۔

خامساً:۔ صحابہ کے باہم مشاجرات سے کوئی بھی گروہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا بشرطیکہ کسی اصولِ اسلام کا انکار نہ کرے جیسے اوپر گذرا۔

سادساً:۔ کسی عام آدمی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا جو صحابی نہ ہو کہ وہ بالقوۃ و بالامکان صحابی ہے غلط ہے۔ کیونکہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں ہی دیدار ہونا صحابیت کیلئے شرط ہے اس میں امکان کی بات ہی نہیں۔

سابعاً:۔ کسی صحابی کے جزوی وتخصیصی فضائل کو سامنے رکھ کر کسی دوسرے صحابی کو اہمیت نہ دینا، اس کی تنقیص کرنا انتہائی غلط ہے اور نازیبا حرکت ہے۔

ایک اور بات ذہن نشین رکھئے گا کہ تاریخ اس وقت تک قابلِ اعتماد ہے جب تک وہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہو۔ اگر کوئی ایسا نظریہ جو قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی ہو تو اس کو رد کر دیا جائے گا۔

یہ بات اصولاً غلط ہے کہ تاریخی واقعات خواہ وہ احادیثِ مشہورہ یا کتبِ سیر و تواریخ میں ہوں ان سے عقیدہ بنالیا جائے۔ ان کو حجت بنا کر بحث وتمحیص کرنا غلط ہے۔

تاریخی واقعات جو کتبِ سیر وتواریخ میں ملتے ہیں ان پر اپنا ایمان رکھنا اور قرآنی حقائق کو پس پشت ڈال دینا اور اس ضمن میں احادیثِ رسول ﷺ اور بزرگانِ دین کے اقوال کا انکار کرنا، ارتداد اور بے دینی کی علامت ہے۔ مثلاً قرآن باہم محبت کا پتہ دے اور فضائل بیان کرے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔

محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔

لیکن تاریخ تبرا بازی اور طعن وتشنیع کرے۔ اس طرح کے کھلے تضاد پر قرآن و

حدیث حجت ہوں گے نہ کہ تاریخی کتب خواہ وہ کسی بھی عالم دین کی لکھی ہوئی کیوں نہ ہوں۔

اس مختصر سی ضروری بحث کو ذہن نشین رکھئے گا ان شاء اللہ اس کتاب کو پڑھ کر آپکا ایمان مضبوط ہوگا اور تمام فتنوں کا جواب دینے کی قوت وطاقت پیدا ہوگی۔

آمدم برسر مطلب! صحابی وہ خوش بخت انسان ہے جو حالتِ ایمان میں نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات میں آقائے دو جہاں کا دیدار کرے اور ایمان کے ساتھ ہی اس دنیا سے رخصت ہو۔

اگر سابقہ بحث کی روشنی میں صحابی کی شان دیکھیں گے تو ہر صحابی نجمِ ہدایت نظر آئے گا اور قرآن میں اللہ رب العزت نے اور احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے جمع کے صیغے استعمال فرما کر تمام صحابہ کی شان کو واضح فرمایا اور انکے اقبال کا ستارہ اور بلند فرمایا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

باب اول

قرآن کریم کی روشنی میں
مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم

قرآن وہ عظیم کتاب ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا کہ

نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

ہم نے ہی یہ ذکر اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

سورہ بقرہ آیت نمبر 2 میں ارشاد فرمایا کہ

ذَالِكَ الۡكِتَابُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ

یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کا شک نہیں۔

المختصر یہ کہ ان دلائل کے بعد قرآن پاک کے بارے یہ عقیدہ پختہ ہوگیا کہ اس کا حرف حرف، زیر وزبر وغیرہ تحریف سے پاک ہیں۔قیامت تک اس میں تبدیلی کا امکان ہی نہیں۔

لہذا سب سے پہلے قرآن پاک کی آیات سے معلوم کرنا ہے کہ صحابہ کرام کی شان کیا ہے؟ مرکزی نکتہ کیا ہے؟ تا کہ عقائد کی اصلاح ہو جائے۔

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں جگہ جگہ صحابہ کے فضائل کو بیان فرمایا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں اور اپنا ایمان تازہ کریں۔

آیت نمبر:1

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوۡا

[البقرہ:137]

پس اگر وہ یونہی ایمان لے آئے جیسا تم ایمان لائے۔پس وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

تشریح:۔اس آیت میں اللہ رب العزت نے جو پیغام دیا ہے وہ یہی ہے کہ ایمان اسی کا مقبول ومبرور ہوگا اور وہی مومن ہوگا جسکا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان جیسا ہو۔ ہدایت یافتہ بھی وہی ہوگا جو صحابہ کرام کے ایمان کی مثل ایمان لائے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے مثل فرمایا ہے مانند نہیں فرمایا۔اور اہل علم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ مثل،مساوات کا ابہام کرتا ہے اور مانند صرف ایک مشابہت چاہتا ہے۔اس لئے مثل فرمایا کہ یہاں مساوات ہدایت وایمان کی شرط ہے نہ کہ صرف مشابہت اسکی شرط۔

المختصر صحابہ کے ایمان کو اللہ رب العزت خود قرآن پاک میں بیان فرمارہا ہے۔اوران کا ایمان عام لوگوں کے ایمان سے اعلیٰ وافضل ہے۔پھر ہمیں اعتراض کی اجازت نہیں ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بے ایمانی کا فتویٰ لگانے والے،کسی حدیثِ صحیحہ یا آیتِ باری سے اپنے فتوے کی تصحیح میں کوئی ایسا جملہ نکال کر لائیں جس سے انکی صحابیت ختم ہونے پر دلیل ہو۔کسی اصول دینیہ کا انکار یا ارتداد کی کوئی سرگرمی فرمائی ہو؟ لیکن یہ یاد رہے کہ قرآن اور احادیثِ صحیحہ کی بات کی جارہی ہے،نہ کہ اس تاریخ کی جو حامیوں نے بھی اور مخالفین نے بھی لکھ کر اسلامی شعار اور اصولِ دین کا ستیاناس کردیا۔اور فقیر کو یقین ہے کہ

نہ خنجر اٹھے گا، نہ تلوار اُن سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آیت نمبر:2

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔

[البقرہ:13]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں (جن سے کہا گیا) کہ کیا ہم ان کی مانند ایمان لائیں جو احمق ہیں۔خبردار بے شک وہ ہی احمق ہیں (جو ایمان والوں کو احمق کہتے ہیں) اور لیکن انہیں اس بات کا علم ہی نہیں ہے۔

تشریح:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے صحابہ کے ایمان کی مثال دی ہے اور باور کروایا کہ صحابہ کا ایمان مجھے بڑا پسندیدہ ہے۔پہلی آیت میں مثل فرمایا لیکن اس میں کچھ رخصت دی اور کاف تشبیہ بمعنی مانند ذکر کر بتایا کہ اگر ان کے ایمان کی مثل ایمان نہیں لا سکتے تو کم از کم ان کے ایمان کی مانند ہی ایمان لے آؤ۔دل کا نفاق نکال دو۔کلمہ حق پڑھ کر غلاموں میں نام لکھوالو۔اگر ان کے ایمان کی مانند بھی ایمان نہ لاؤ گے تو تم سے بڑا کوئی احمق نہیں ہو گا۔بے شک تم ہی احمق ہو۔

لہٰذا اب ہر اس آدمی کو غور کرنا چاہیے جو ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی پر زبانِ طعن دراز کرتا ہے وہ تو قرآن کی روشنی میں احمق ہوا۔اور احمقوں کی بات قابلِ حجت نہیں ہوا کرتی۔

ان دونوں آیات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے نظرِ انصاف سے دیکھیں تو مولائے

کائنات حضرت علی المرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ وسلام علیہ اور امیر شام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ دونوں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کے ایمان کی شان آپ پر واضح ہو جائے گی۔

ایک اور ضروری وضاحت کردوں کہ جو مقام اور اختصاص مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہے، وہ مقام اور شان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں۔لیکن مرتبہ صحابیّت میں سب برابر ہیں۔اسکا کوئی صاحبِ شعور انکار نہیں کرسکتا۔جب حضرت امام حسن مجتبٰی رضی اللہ عنہ وسلام علیہ صلح فرما لیتے ہیں تو کسی بھی آدمی کو زبانِ طعن دراز کرنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیے۔

آیت نمبر:3

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ

[الحجرات:7]

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔اگر وہ اکثر امور و معاملات میں تمہاری باتیں مانیں تو ضرور مشقت میں پڑ جاؤ گے۔اور لیکن اللہ نے پسند کیا ہے تمہارے ایمان کو اور زینت و مزین کیا ہے ایمان کو تمہارے دلوں میں اور ناپسند کیا ہے تمہارے لئے کفر اور فسق اور نافرمانی کو۔اور ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے مختلف صورتوں کو بیان فرما کر صحابہ کرام کی شان کو بیان فرمایا۔

اولاً:۔ صحابہ کو مقام و مرتبہ اس لئے بھی حاصل ہے کہ اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان موجود ہیں۔ اللہ کے محبوب کی موجودگی باعثِ برکت و رحمت ہے۔ لہٰذا برکت و رحمت کے حصول میں صحابہ کرام کے ہم پلہ کوئی بھی نہیں ہوسکتا۔ وجود بمعہ روحانیت ہوتو سبحان اللہ۔

ثانیاً: ۔صحابہ کرام کو حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اکثر نہ سہی بعض مشوروں پر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام عمل کرواتے تھے۔ سرکار علیہ السلام کا کسی کی بات سن کر اس پر عمل کروانا بہت فضیلت کی بات ہے۔ آج کون ہے جو ایسی شخصیت رکھتا ہو۔ سوچنے کا مقام ہے۔

ثالثاً:۔ اللہ رب العزت نے صحابہ کرام کے لئے ایمان کو پسند فرمایا لہٰذا جو انہیں کافر سمجھے وہ قرآن کی آیات کا منکر ہے اور خارج از اسلام ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ فاسق اور نافرمان تھے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اللہ نے صحابہ کیلئے فسق اور نافرمانی کو ناپسند کیا ہے تو پھر کون بدبخت ہے جو ان چیزوں کی نسبت صحابہ کرام کی طرف کرے۔ یہ بھی سوچنے کا مقام ہے۔

رابعاً:۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ صحابہ کرام ہدایت یافتہ ہیں۔ آج ہمارے لئے ہمارے نفس کے علاوہ کوئی گواہی دینے والا نہیں ہے کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کیا کہنے کہ رب ان کو ہدایت یافتہ خود فرما رہا ہے اور قرآن میں ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی سند نازل فرما رہا ہے۔

لہٰذا اس آیت اور تشریح کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے دیکھیئے کہ وہ حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ اسداللہ الغالب رضی اللہ عنہ و سلام علیہ جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا قرب دیا اور جناب امیرِ شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی مقرر کیا۔ اور ان کیلئے دعائیں فرمائیں تو کیا ان پر زبان طعن دراز کرنا جائز ہے۔ جو اس فعل کا مرتکب ہے وہ اپنے ایمان کی خبر لے۔ یہ نہ ہو کہ علمیّت ، مفکریت ، مفسریت دھری کی دھری رہ جائے۔ اور روزِ محشر منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہو۔

آیت نمبر:4

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ [المائدہ:7]

اور یاد کرو اللہ کی اس نعمت کو جو اس نے تم پر کی اور اس عہد کو جو اس نے تم سے لیا۔ جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی باتیں خوب جانتا ہے۔

تشریح:۔ اللہ رب العزت نے اس آیت میں دو چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے ایک نعمت کا اور دوسری عہد کا۔ یہاں نعمت سے مراد یہ ہے کہ مسلمان بنایا، احکام نازل فرمائے ، ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنایا۔

لفظِ عہد ذکر فرما کر بیعتِ عقبہ اور بیعتِ رضوان کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے یہ مسئلہ واضح ہوا کہ بیعتِ عقبہ اور بیعتِ رضوان والے سارے صحابہ کرام رب کے پیارے اور

مقبول بندے ہیں۔اور یہ بھی کہ ان سارے صحابہ کرام نے ان بیعتوں کے سارے وعدے
پورے کیے۔وہ وعدے کے سچے تھے کیونکہ رب نے یہاں انکے وعدے بغیر تردید ذکر
فرمائے۔

(ملخصاً از تفسیر نورالعرفان ص131، ناشر:۔نعیمی کتب خانہ گجرات)

اس واضح فرمان کے بعد کیا کسی کے پاس کوئی دلیل ہے کہ جن کا رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ والہ وسلم نے ایمان قبول کرلیا ہو اور بیعت فرما کر دائرہ اسلام اور اپنی شریعت اور طریقت
مین شامل کرلیا ہو، فتح مکہ کے موقعہ پر جس کے گھر کو دارالامان قرار دیا گیا ہو، اور جس ہستی کا
دروازہ اور گذرگاہ مسجدِ نبوی بنائی جا رہی ہو تو کون زبانِ طعن دراز کرنے کی ہمت رکھتا
ہے۔اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور عظمتِ اہلبیت وصحابہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ النبی الامین

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْاَبْصَار

آیت نمبر:5

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ [الحدید:10]

اور تمہیں کیا مسئلہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ
زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اللہ کا ہی ہے۔تم میں

برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا
وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ
کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا
ہے۔اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

تشریح:۔اللہ رب العزت نے واضح پیرائے میں چند ضروری باتیں بیان فرمائی ہیں۔

اولاً:۔صدقہ اور خیرات کیا کرو۔اور یہ ترغیب صحابہ کا ذکر فرما کر دی گئی اور ان کے خرچ اور
صدقات وخیرات کرنے کی مثال بیان فرما دی۔تا کہ صحابہ کی برکت سے تمہیں بھی اللہ کی راہ
میں خرچ کرنا نصیب ہو جائے۔

ثانیاً:۔ فتح مکہ سے قبل اور بعد کی تقسیم فرمائی۔اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دو طبقات میں تقسیم کیا۔ایک طبقہ وہ تھا جس نے فتح مکہ سے پہلے ایمان لا کر اسلام کیلئے
جانی مالی قربانیاں دیں اور پکار پکار کر کہا کہ

؎صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

اس طبقہ میں جتنے بھی صحابہ موجود تھے سب ہی مراد ہیں۔اور دوسرا طبقہ وہ تھا جس
نے فتح مکہ کے بعد ایمان لا کر جان ومال سے اسلام کی خدمت کی۔

ثالثاً:۔ان کے درجات کی بات کی جائے تو وہ بھی برابر نہیں ہو سکتے۔پہلے والو
ں کا خرچ کرنا بعد والوں کے خرچ کرنے کی طرح نہیں تھا۔

رابعاً:۔اگر چہ ان کے درجات برابر نہیں ہیں۔ایک دوسرے کے ہم پلہ نہیں
ہیں لیکن سب کی خصوصیت ایک ہی ہے کہ سب سے خواہ وہ فتح مکہ سے پہلے والے ہوں یا بعد
والے رب نے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے۔اور صیغہ ماضی کا استعمال کیا جس میں تحقق وتیقن پایا

جاتا ہے۔لہٰذا اسکا انکار کرنا خود اسلام سے خارج ہونے کی دلیل ہے۔

خامساً :۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے خفیہ طور پر ایمان لے آئے اور اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا یا ایمان و اظہار دونوں فتح مکہ سے محقق ہیں۔تب بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور انکے والد کی شان واضح ہے۔ان کی توہین اور ان پر تبرا کرنے والا سوچ لے کہ جس سے رب نے جنت کا وعدہ فرمایا وہ اسے دوزخی کہہ کر خود دوزخ کا ایندھن بننے پر تلا ہوا ہے۔ہمارے لیے قرآن وحدیث حجت ہیں نہ کہ کتب تاریخ۔غور کرو کیا تم صحابہ کی گرد راہ کو بھی پہنچ سکتے ہو۔

(فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ)

آیت نمبر:6

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ
عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔

(الانفال:4)

یہی (صحابہ کرام) پکے سچے برحق مومن ہیں۔ان کیلئے اللہ رب العزت کے ہاں بڑے درجے ہیں اور مغفرت ہی مغفرت ہے۔اور عزت کی روزی ہے۔

تشریح :۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں اس سے واضح نص شاید ہی کوئی اور ہو۔اس آیت مبارکہ سے پہلی آیات میں چند خصلتیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ نماز کو قائم

کرتے ہیں،اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں،رب پر توکل رکھتے ہیں۔یہ تمام صفات صحابہ کرام میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔اور رب صحابہ کے ایمان کو ثابت کر رہا ہے کہ یہی سچے مومن ہیں۔پھر جو مولا مشکل کشا حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن نہ سمجھے اور صرف جنگِ صفین کی وجہ سے مومن نہ کہے وہ اس آیت کا منکر ہے۔اور آیت کا منکر بالا جماع کافر ہوتا ہے۔لہٰذا اسے ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ہوسکتا ہے کہ موصوف کو گلی محلے والے بھی نہ جانتے ہوں اور موصوف چلے ہیں اہانتِ صحابہ کرنے۔لیکن صحابہ کی شان دیکھیں کہ جب سے قرآن ہے تب سے صحابی کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں۔

؎ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔

اگر موصوف یہ فرمائیں کہ جنگِ صفین ہوئی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لڑے،ان کی بخشش کی صورت نہیں تو یہ فقیر جواباً عرض کرتا ہے کہ اس آیت کو غور سے پڑھیں ،تا کہ پتہ چل سکے کہ جسے رب بخشش دے اس کو کوئی بھی گناہگار ثابت نہیں کرسکتا۔قرآن کے مقابلے میں ہم تاریخ کو جوتی کی نوک پر رکھتے ہیں۔اگر کوئی قرآنی دلیل ہے تو لے کر آئیں ورنہ توبہ فرمائیں یہ نہ ہو کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔

اس موقع پر ضروری بات کرتا چلوں کہ حضرت امیر شام رضی اللہ عنہ،مولائے کائنات سلام علیہ کے مقابلے میں آئے۔اس میں مولائے کائنات حق پر تھے۔کیا کبھی کسی نے یہ غور فرمایا کہ جنگ کے میدان میں گرما گرمی کرنے والے کون تھے؟ کہیں آپ بھی روافض وخوارج سے فنڈ لیکر امتِ محمدیہ میں رخنہ ڈالنے کی ناپاک کوشش تو نہیں فرما رہے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں لڑائی ہوگی

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

اب آپکی اپنی پسند ہے کہ قرآن سینے سے لگائیں یا مؤرخین کی لکھی گئی غیر مستند اور لایعنی روایات جو قرآن وحدیث کے منافی ہیں، کو مانیں۔

ایمان اپنا اپنا۔۔۔پسند اپنی اپنی۔۔۔۔

آیت نمبر:7

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (البینہ:7)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

تشریح:۔ اس آیت کے مصداق یا تو صحابی ہیں یا عام نیک مسلمان۔اس سے صحابہ ہی کی شان واضح ہوتی ہے اور وہی تمام مخلوق سے بہتر شمار ہوتے ہیں۔

اگر کوئی اسی بات پر مصر ہے کہ آیت کو صحابہ کے بعد والے نیک لوگوں پر محمول کرو تو ہم کئے دیتے ہیں۔لیکن توجہ سے سننا جب عام نیک لوگ درجہ صحابیت کو نہیں پہنچ سکتے نہ ہی صحابی کی گردِ راہ کو پہنچ سکتے ہیں تو اگر وہ نیک عمل کریں تو مخلوق میں سے بہترین قرار پائیں۔تو صحابہ کی عظمت اور افضلیت کا اندازہ خود لگالو کہ وہ بہترین سے بھی بہترین ہیں۔

اگر انفرادی طور پر اس آیت کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر محمول کیا جائے تو ان کی شان واضح ہو جاتی ہے اور اگر سب صحابہ پر محمول کیا جائے تو سب صحابہ کی

عظمت کا ثبوت اس آیت سے ملتا ہے۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ آیت ہماری بعض سادات برادری یا بعض مخصوص مشائخ پر، اور انکے مناقب میں پڑھی جائے تو سب ٹھیک ہے، سب بہترین ہے۔لیکن اگر یہ کسی صحابی کی شان میں بطور استدلال پڑھی جائے تو فساد فی الارض اور خارجیت و وہابیت کے فتوے لگتے ہیں۔

مجھے تو آج تک یہ سمجھ نہیں آیا کہ جو مؤقف امامِ حسن پاک اور امام عالی مقام مولا حسین پاک سلام علیہما کا کبھی بھی نہیں رہا، وہ ہمارے نام نہاد ملوانڑوں اور پیروں کا کیسے ہے؟ پس ثابت ہوا کہ دعویٰ محبت میں یہ جھوٹے ہیں۔ایجابُ النفس نے فرقہ واریت کی جو آگ لگائی ہے وہ بجھنے والی نہیں ہے۔لوگ اس فرقہ واریت میں اتنے داخل ہوگئے ہیں کہ کبھی مولائے کائنات کو حدفِ تنقید بنایا اور کبھی امیر شام کو، کبھی امامِ حسن کو اور کبھی امامِ حسین کو اور کبھی اصحابِ ثلاثہ کو نشانہ بنایا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو نورِ ہدایت عطا فرمائے۔سرکار صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی ہر نسبت کا احترام اور پیار نصیب کرے۔امین بجاہ النبی الامین۔

آیت نمبر:8

اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَهُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَ کَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

(الفتح:26)

جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں ضد رکھی وہی زمانہ

جاہلیت کی ضد تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول ﷺ
اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازمی
فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے زیادہ اہل
تھے۔اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

تشریح:۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے چند ضروری باتوں کا ذکر فرمایا۔

اولاً:۔ کافر ضدی قوم ہے اور ان کفار کے مقابلے میں جو بھی آئے خواہ وہ رسول کریم ہوں یا صحابہ کرام وہ ضدی نہیں ہیں۔اور ایک مومن کی شان بھی یہی ہے کہ وہ ضدی نہیں ہوتا۔اگر صحابہ بھی عمرہ کرنے کی ضد کرتے تو ان کے اخلاص میں بھی فرق پڑتا۔لیکن ان کا ضد نہ کرنا اور نبی پاک ﷺ کی صلح پر ہی اکتفا کر لینا صحابہ کے مخلص فی الدین ہونے کی بیّن دلیل ہے۔اور سب کو مومن کہہ کر پکارا۔جس سے معلوم ہوا کہ صرف یہ سمجھنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مومن ہیں باقی نہیں تو وہ اس آیت کا منکر ہے اور آیت کا منکر کافر ہوتا ہے۔میں کوئی فتویٰ نہیں لگا رہا بلکہ حقیقتِ حال واضح کر رہا ہوں۔

ثانیاً:۔ کلمۂ تقویٰ صحابہ کیلئے لازم کیا۔اور اگر اس آیت کے ضمن میں تقویٰ کا مفہوم دیکھا جائے تو ایمان و اخلاص و پرہیزگاری سب کو شامل ہے اور یہ ان سے کبھی بھی جدا نہیں ہوسکتا۔لہٰذا کلمہ تقویٰ کا ذکر فرما کر صحابہ کے خاتمہ بالایمان ہونے کا ثبوت دے دیا اور یہ یقینی خبر ہے۔اب اس کے بعد بھی جو مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم اور امیر شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن نہ سمجھے تو وہ اپنے ایمان کی خبر لے۔اگر یہ مومن نہیں ہیں تو دنیا میں کوئی بھی مومن نہیں ہے۔اگر آپ کے پاس کوئی دلیل ہو جس سے کفر ثابت ہوتا ہو تو پیش کیجئے ہم رجوع کر لیں گے اور آپ کے مؤقف کا پرچار بھی کریں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا اور نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ثالثاً:۔ اَحَقُّ اسم تفضیل ہے جو مفضل علیہ چاہتا ہے۔اور جب اسم تفضیل ہو تو مفضل علیہ کی تعیین لازم وضروری ہوجاتی ہے۔لہٰذا مفضل علیہ یہاں پر یا تو سارے انبیاء کے صحابہ ہیں یا عام مومن یا تمام فرشتے وغیرہ۔لہٰذا جب مفضل علیہ کی تعیین ہوجائے گی تو معنی یہ بنے گا کہ صحابہ کرام، سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سے زیادہ تقویٰ یعنی اخلاص و ایمان وغیرہ کے حقدار ہیں۔اور کوئی بھی ہمارے نبی پاک ﷺ کے صحابہ کی برابری نہیں کر سکتا۔تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کا درجہ ہے۔یہ خصوصی فضیلت ہے۔آپ خود انصاف کرو کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کیا ہو گی۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

رابعاً:۔ و اھلھا سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ نے انہیں محبوب کی صحبت کیلئے چن لیا تو تم کون ہوتے ہو نقص اور عیب تلاش کرنے والے۔ہر چیز کیلئے ایک الگ مقام ہوا کرتا ہے۔صحابہ کو صحابہ اس لیے بنایا گیا کہ وہ اہل ہی اس چیز کے تھے انہیں تمام رحمتوں اور نعمتوں سے نوازا جائے۔اگر تم اس قابل ہوتے تو رب تمہیں نہ چن لیتا۔لہٰذا شرم کرنی چاہیے۔

خامساً:۔ کلمہ تقویٰ کا ذکر فرما کر بتادیا کہ تمام کے تمام صحابہ نیک، متقی، پرہیزگار، وفادار اور صاحبِ ایمان ہیں۔اور جو صحابی ہو وہ فاسق نہیں ہوسکتا اور ہر صحابی عادل اور متقی ہے۔لہٰذا کوئی اس کے خلاف عقیدہ رکھے تو وہ بالضرور اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے۔اور اس

آیت کا منکر ہو رہا ہے۔ جب رب تعالیٰ نے خود تقویٰ ان کیلئے لازم کر دیا ہے تو کون ہے اس دنیا میں جو ان سے اس کو جدا کر دے۔

آیت نمبر: 9

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ۔ (التوبہ:100)

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور انکے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

تشریح:۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے جو سند نازل فرمائی ہے اس کو دیکھ کر ہر کینہ پرور کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور سلیم الفطرت انسانی حق پر آ جاتا ہے۔ اسمیں چند ضروری باتیں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اولاً:۔ کہ اللہ رب العزت تمام صحابہ سے راضی ہوا اور صحابہ اس راضی ہونے پر خوش ہیں۔ جب رب تمام صحابہ سے راضی ہے تو اے کم بخت انسان تو کیوں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما سے راضی نہیں ہے۔ تیرے راضی رہنے یا نہ رہنے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو خود اپنا ایمان خراب کر رہا ہے۔

ثانیاً:۔ اللہ نے ان سے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اور کوئی بھی ان میں سے فاسق نہیں ہے۔ اور اگر تاریخی جملے کسی صحابی کو

فاسق ثابت کریں تو وہ تاریخ مردود ہے، مردود ہے، مردود ہے۔ اور اس آیت کے خلاف ہے۔ جب قرآن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے تو تم کیوں قرآن کے ساتھ نہیں۔ قرآن کو مانو تا کہ قربِ شیرِ خدا نصیب ہو جائے۔ تاریخ کی طرف کیوں بھاگتے ہو۔

ثالثاً:۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے اور پھیلائے کہ نعوذ باللہ من ذالک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما جنتی نہیں ہیں تو وہ اس آیت کا منکر ہے۔ جب اللہ ان سے جنت کا وعدہ فرما رہا ہے اور ہمیشگی انہی کیلئے ہے تو کون بد باطن شخص ان کو جنت سے نکال سکتا ہے۔ ہمیں علم نہیں کہ جنت ہمارے نصیب میں آئے گی بھی کہ نہیں لیکن صحابہ کرام بالخصوص ان دو کی عظمت و شان دیکھو قرآن میں رب نے سب کو قطعی جنتی فرمایا ہے۔

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دَین تھی
دوری قبول عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

رابعاً:۔ کامیابی کا دارومدار انجام اور اچھے خاتمے پر ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی بڑی کامیابی ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام سب ہی اس کامیابی میں شامل ہیں۔ سب کامیاب و کامران ہیں اور سب کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔

المختصر اگر فقیر کو طوالت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اور بھی بہت سی آیات پیش کرتا۔ الحمد للہ یہ اہلسنت و جماعت پر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی خصوصی نظر ہے کہ ہم حق کو پہچانتے ہیں۔ ان آیات کا مفہوم و تشریح پڑھ لینے کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی خلش باقی رہ گئی ہو۔ اب بات توفیق الٰہی پر ختم ہوتی ہے۔ جسے رب توفیق دے گا اپنی اصلاح کر لے گا اور تاریخ کو اپنے پیروں تلے روند ڈالے گا۔ اور جسے رب توفیق نہیں دے گا وہ کالانعام

بل هم اضل کا مصداق بنا رہے گا۔اب میں قرآنی آیات کے بعد احادیثِ رسول ﷺ پیش کروں گا تا کہ میری بات مزید پکی ہو جائے اور ذہنوں میں جو خرابیاں پیدا کی جا رہی ہیں ان کا کوئی حل نکل سکے۔اہلسنت و جماعت کو تباہی سے بچایا جا سکے۔

(و ما توفیقی الا با للہ)

باب دوم

مقامِ صحابہ
رِضوانُ اللہِ تعالیٰ عَلَیہِم اجمعین
احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

احادیثِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جن کی خدا اور اس کے پیارے رسول ﷺ تعریف اور مناقب بیان فرماتے ہیں۔ سابقہ قوانین اور اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر پڑھنے والا انسان ان شاء اللہ تسکین قلب حاصل کر لے گا۔ اور طرح طرح کے فتنوں سے اپنا ایمان بچانے میں محفوظ ہو جائے گا۔ آقائے دو جہاں، آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کے فرامین کی روشنی میں عظمت صحابہ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر:1

عن ابی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ
لا تسبو ا اصحابی فلو ان احد کم انفق
مثل احد ذھبا ما بلغ مد احد ھم ولا نصیفه
متفق علیه
(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب الصحابہ ص553 مکتبہ مجتبائی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کی مثل سونا خیرات کرے تو ان کے مد (ایک سیر آدھا پاؤ) کے برابر بھی نہ پہنچا اور نہ ہی اس کے نصف کو۔

تشریح:۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے واضح پیرائے میں اپنے پیارے غلاموں جن کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، کی شان کو خود واضح فرما دیا ہے۔ اس میں دو باتوں کا

ذکر کیا گیا۔

اولاً :۔ صحابی کوئی بھی ہو کسی بھی مقام و مرتبہ کا کیوں نہ ہو ہم جیسوں کو نبی پاک ﷺ نے یہ حق نہیں دیا کہ ان کے بارے میں نازیبا گفتگو کریں اور ان کو زیرِ بحث اور باعث مجادلہ و مقاتلہ بنائیں۔ لہٰذا جو حضرت علی المرتضیٰ اور بادشاہ اسلام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھما پر زبان طعن دراز کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت واضح کرے اور کوئی سند و سرٹیفکیٹ دکھائے جس پر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی مہر اور اجازت نامہ موجود ہو کہ وہ ہی طعن کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ فلاں فلاں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ وہ سر غلاظت میں ملتا رہ جائے گا۔ لیکن قیامت تک یہ نہیں دکھا سکے گا کہ صحابہ کرام پر طعن کرنا اور نازیبا کلمات کہنا جائز ہیں۔ لیکن فقیر یہ دعویٰ ضرور کرتا ہے کہ ہمارے پاس سینکڑوں سرٹیفکیٹ ہیں جن میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عظمتِ صحابہ اور شانِ صحابہ بیان کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ لہٰذا توبہ کر لو۔ ورنہ قیامت کے دن رب کو منہ نہیں دکھا پاؤ گے۔

ثانیاً:۔ جو صحابہ پر زبان طعن دراز کرتا ہے اور نازیبا کلمات کہتا ہے اور صحابہ کے مابین ہونے والے مجادلات کو زیرِ بحث لا کر انتشار و افتراق کی کوشش کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے ارد گرد کے ماحول کے بارے میں دیکھے، کیا کسی کا رب کی راہ میں خرچ کرنا قبول ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے تو دلیل لے آؤ۔ جب دلیل لے آؤ گے تو تب ہم واضح کر دیں گے کہ کیا تم اس کے مجاز ہو یا نہیں۔ لیکن صحابہ کی شان دیکھو اگر وہ کچھ خرچ بھی کر دیں تو تم احد کا پہاڑ سونے کا بنا کر بھی خرچ کرو تو ان کے اجر و ثواب کو نہیں پا سکو گے۔ تو تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ بے حیثیت ہو کر صاحب حیثیت لوگوں پر طعن کرو۔

حدیث نمبر 2

عن جابر رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال
لا تمس النار مسلماً رأنی و رأی من رأنی
رواہ الترمذی وحسّنہ

(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب الصحابہ ص 554 مکتبہ مجتبائی)
(سنن ترمذی، کتابُ المناقب، باب من جاء من رأی النبی ﷺ 694/5 الرقم: 3858)
(اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر 166/6 الرقم: 5874)
(اخرجہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء 254/3)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے روایت فرماتے ہیں رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آگ اس مسلمان کو نہیں چھوسکتی جس نے مجھے دیکھا یعنی آگ اسے بھی نہیں چھوسکتی جس نے میرے صحابی کو دیکھا یعنی تابعی۔اور امام ترمذی نے اس حدیثِ پاک کو نقل کیا ہے۔اور اسے حسن قرار دیا۔

تشریح:۔اس حدیث میں واضح طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی برأت کا اعلان ہے۔لیکن افسوس ہے اہلسنت کے اس طبقہ پر جو اپنے آپ کو اہلسنت بھی کہلواتے ہیں

اور تاریخ کو قابل حجت بھی مانتے ہیں۔لیکن فرمانِ مصطفٰی ﷺ کو ماننے سے انکاری ہیں۔افسوس تو یہ ہے کہ وہ تاریخ جسے اکثر روافض اور خوارج نے مرتب کیا وہ تو قابل حجت رہی لیکن قرآن اور حدیث کی اہمیت ختم ہوگئی۔کہنے والے کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے یہ کسی نے خود بنائی ہے۔کاش یہی اصول تاریخ کے بارے میں بنا کر کہہ دیا جاتا تو کتنا اچھا ہوتا جہنم کا ایندھن بننے سے تو بچنا ممکن ہو جاتا۔حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دوزخی کہنے والا سرکار ﷺ کے فرمان کا منکر ہے۔اور آیاتِ بینات کا جو میں ذکر کر چکا ہوں ان کا منکر ہے۔اسے ملک، چوہدری، سید، راجا وغیرہ کہنا تو دور کی بات اسے انسان بھی نہیں کہنا چاہیے۔ایسی واضح نص لاؤ جس میں ان دو اشخاص کی تکفیر کی گئی ہو یا ان کے کسی قول سے تکفیر ثابت ہو۔جب اجماع امت ہے کہ یہ دونوں اشخاص بالاتفاق صحابی ہیں تو ان کو دوزخی کہنے والا امت سے خارج اور خود دوزخ کا ایندھن ہے۔

جب اپنی بلندی سے انسان اتر جائے
بوجھ ہے دھرتی کا بہتر ہے کہ مر جائے

حدیث نمبر:3

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال
سمعت رسول الله ﷺ یقول سالت ربّی
عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الیّ
یا محمد انّ اصحابك عندی بمنزلة النجوم

فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل

نور۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص 554 مکتبہ مجتبائی)

روایت ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں نے
اپنے رب سے میرے بعد ہونے والے صحابہ کے اختلاف
کے بارے میں سوال کیا پس رب نے وحی فرمائی کہ اے محمد
ﷺ بے شک آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان میں
موجود ستاروں کی مثل ہیں۔بعض بعض سے قوی و طاقتور
ہیں۔اور ہر ایک ستارہ (صحابی) نور ہی نور ہے۔

تشریح:۔ یہ حدیث بھی ظاہر پر محمول ہے۔اس میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ صحابی کسی عام آدمی کو نہیں کہا جاتا بلکہ صحابی وہ ہوتا ہے جس کی شان بلند و بالا ہو۔ایک تو اس حدیث سے سب صحابہ کی شان کا علم ہوا دوسرے اگر بالاخص دیکھا جائے تو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما پر کئے جانے والے اعتراضات کا خود قلع قمع ہو جاتا ہے۔جب ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی اس حدیث کی رو سے نور ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما جو کہ اعلیٰ شانوں والے صحابہ میں شامل ہیں کیونکر نور اور ھادی نہیں ہو سکتے۔تعصب کی عینک اتار کر دیکھنے والا جان جائے گا کہ یہ ہستیاں عام نہیں جنکو ہم زیرِ بحث لاتے ہیں۔ہم کہاں اور وہ کہاں۔ان شاء اللہ امید ہے کہ اس پر تفکر و تدبر سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔
المختصر جہاں سے بھی دیکھو،جس پہلو پر بھی نظر ڈالو عظمت صحابہ واضح اور عیاں ہے

اور اس کا منکر اجہل الناس اور احمق الناس ہے۔جو سورج کو دیکھ کر حقارت سے اس پر تھوکے اسے صاحبانِ عقل میں شمار نہیں کیا جاتا۔

حدیث نمبر:4

عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال: قال
رسول اللہ ﷺ ما من احد من اصحابی
یموت بأرض الّا بعث قائداً او نوراً لھم یوم
القیامۃ۔رواہ الترمذی

(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب الصحابہ ص 544 مکتبہ مجتبائی)
(سنن ترمذی ، کتاب المناقب ، باب فیمن سب اصحاب النبی ﷺ 697/5 الرقم:3865)

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ میں سے جو صحابی
کسی بھی جگہ فوت ہوگا تو قیامت کے دن ان کے لئے نور
اور رہنما بن کر اٹھے گا۔اس حدیث کو امام ترمذی نے
روایت کیا۔

تشریح: ہر صحابی خواہ وہ کسی بھی درجے کا ہو۔روئے زمین پر کہیں بھی انکا مزارِ پر انوار ہو تو قیامت کے دن اہلِ علاقہ کیلئے خوش نصیبی کا مقام ہوگا کہ صحابی رسول انکی قیادت بھی فرما رہے ہیں اور ان کیلئے روشنی اور نور کا سامان بھی ہیں۔

اولاً:۔ غور طلب الفاظ یہ ہیں کہ میرا صحابی روئے زمین پر کہیں بھی وصال

فرمائے۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابی صرف مکہ اور مدینہ میں چند لوگ نہیں ہیں۔جیسا کہ بعض یار لوگ کہتے ہیں کہ حضور ، عالمِ غیب بعطائے الٰہی ﷺ کے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد سوائے تین کے باقی سب نعوذ باللہ مرتد ہو گئے۔اس کا رد بارض یموت کے الفاظ سے فرما دیا۔

خواہ وہ کربلائے معلّٰی ہو۔نجفِ اشرف ہو یا سرزمین شام ہو۔سرزمین عراق و ایران ہو یا برصغیر ہو۔جہاں جہاں صحابی دفن ہیں وہ جگہ رحمتوں اور برکتوں کی آماجگاہ ہے۔

ثانیاً:۔ واضح اشارہ بھی ہے کہ میرے صحابی اتنے مخلص ہیں کہ دنیا کے کونے کونے میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پیغام عام کرنے پہنچیں گے۔کیا ہم میں کوئی ایسا ہے؟ تعصب کی عینک اتار کر دلائل پر غور کریں۔

ثالثاً:۔ ہو سکتا ہے کہ بعض کے نزدیک لیڈر اور قائد بننا آسان ہو۔معترض یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ لیڈر گناہگار بھی ہو سکتا ہے۔لیکن سرکار ﷺ کا لفظِ نور استعمال کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ لیڈر نہ تو گناہگار تھے، نہ گمراہ تھے اور نہ ہی دوسروں کو گمراہ کرتے رہے بلکہ یہ اس نور کی مانند ہیں جس سے صراطِ مستقیم پر چلنا آسان ہوتا ہے۔نور کا لفظ جب بھی ذکر کیا جاتا ہے وہ ہادی اور ہدایت کیلئے ہوتا ہے۔

المختصر! حضرت علی المرتضٰی سلام علیہ ہوں یا امیر شام رضی اللہ عنہ ہوں، یہ امت کے ہادی ہیں۔جو ہادی نہیں مانتا اسکا جھگڑا حضور اقدس ﷺ سے ہے۔

جی تو یہی تھا کہ اور بھی احادیث مبارکہ پیش کرتا لیکن طوالت کی وجہ سے انہی پر اکتفا کر رہا ہوں تا کہ اصل مدعا واضح ہو اور تحقیق کی ایک نئی راہ کھل جائے اور معترضین سوچنے پر مجبور ہوں کہ ہم نے اس امت کے ساتھ کتنی زیادتی کی ہے۔ہمارے انہی اختلافات نے

ہماری روشن خیال عوام کو ہم سے دور کر دیا۔باطل فرقوں نے دین کو اتنا آسان بنا دیا کہ حق کی آواز دبنے لگی ہے۔ترجیح اسے ہی دی جا رہی ہے جو عوام کو سہولیات زیادہ دے۔جب کہ دین اتنا بھی آسان نہیں جتنا کہ باطل فرقوں نے اسے بنا کر پیش کر دیا ہے۔اللہ رب العزت ہمیں ہر طرح کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔آمین!

باب سوم

فضائل امتِ محمدیہ سے عظمتِ صحابہ پر استدلال

فقیر کی خواہش تو یہی ہے کہ کچھ اس امت کے حوالے سے احادیث مبارکہ لا کر شان صحابہ پر استدلال کروں تا کہ دلوں کے غبار اتر جائیں اور ذہنوں کی کجی درست ہو جائے۔فکر ونظر صحیح سمت میں گامزن ہو اور لوگ ذہنی خلفشار سے محفوظ ہو جائیں اور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ہر نسبت کا ادب واحترام کریں اور اپنی زبان کو لگام دے کر اس مسلک و دین کو بگاڑنے سے باز رہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر:1

عن سلیمان بن بریدة رضی الله عنهما عن ابیه قال :قال رسول الله ﷺ :اهل الجنة عشرون و مائة صف، ثمانون منها من هذه الامة و اربعون من سائر الامم۔ رواه الترمذی و ابن ماجهقال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن و قال الحاکم هذا حدیث صحیح۔

(السنن الترمذی جلد 4 ص 683 حدیث نمبر 2546 المستدرک للحاکم جلد 1 ص 155 حدیث 273 المعجم الصغیر جلد 1 ص 67 حدیث 82)

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

که صاحبان جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں
صرف اسی ہی میری امت کی ہوں گی اور باقی چالیس دیگر
امتوں کی ہوں گی۔

اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ابوعیسیٰ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

تشریح:۔ اہل عقل اس حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو پھولے نہیں سماتے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں نبی پاک ﷺ کا امتی بنایا۔ جنت کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تو اسمیں موجود ایک سو بیس صفوں کی لمبائی کا اندازہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن سرکار نے ایک سو بیس، اسی، چالیس کی تعداد معین فرما کر بتا دیا کہ میں اپنے ہر نبی کے امتیوں کی تعداد بھی جانتا ہوں۔ سبحان اللہ جب ایک عام امتی کی شان یہ ہو کہ وہ بھی ایک سو بیس صفوں میں سے کسی ایک میں ہوگا تو ان اصحاب بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی شان کا اندازہ لگا لو جن کے متعلق میرے حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ میرے صحابی کو آگ مس بھی نہیں کر سکتی۔ جب ہم جیسے گناہگار ایک سو بیس صفوں میں سے کسی ایک میں شامل ہوں گے تو وہ جنہوں نے دین کی آبیاری اپنے لہو سے کی ہو کیوں نہ شان والے ہوں، عظمت و رفعت والے ہوں۔

جب سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ دوسرے امتی کو بھی جانتے ہیں تو کیا حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ جانتے تھے۔

میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ یا تو حضور اکرم، نورِ مجسم ﷺ کو عالم الغیب ماننے والا عقیدہ ترک کر کے بد باطن افراد میں شامل ہو جاؤ یا تسلیم کرو کہ ان ہستیوں کے ایمان اور

صحابیت میں فرق نہیں۔ نقص تو اس میں ہے جو قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

تو ذرا سوچئے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ

علی مع القرآن و القرآن مع علی۔
(اخرجہ الطبرانی فی المعجم الاوسط)
(اخرجہ الطبرانی فی المعجم الصغیر)
(اخرجہ الھیثمی فی مجمع الزوائد)

ایک اور مقام پر فرمایا۔

انا مدینة العلم وعلی بابها۔
(وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد)
(اخرجہ الحاکم فی المستدرک 137/3)
(والدیلمی فی المسند الفردوس 44/1)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ

معاویة ابن ابی سفیان رضی الله عنهما
اعلم امتی و اجودها

یعنی حضرت امیر معاویہ میری امت کے بڑے علم والے اور سخاوت والے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ

و صاحب سرّی معاویة ابن ابی سفیان
فمن احبهم فقد نجا و من ابغضهم فقد
هلك۔

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرے ہمراز، راز دان ہیں۔اور جو ان سے محبت کا دم بھرے وہ خارجی النسل نہیں بلکہ نجات والا ہےاور جو ان سے بغض رکھے پس تحقیق وہ ہلاکت میں ہے۔

المختصر اگر یہ دو اشخاص نعوذ بالله من ذلك جہنمی ہوتے تو نبی پاک ﷺ ان کے فضائل بیان نہ کرتے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں موجودہ فضائل کو مان لینا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں موجودہ فضائل کو موضوع کہہ کر رد کر دینا کھلی رافضیت ہے۔اور فقط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کو مان کر حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کا انکار کر دینا یہ کھلی خارجیت ہے۔لہٰذا راستہ میں نے بتا دیا ہے، چلنا آپ کا کام ہے۔چاہیں تو رافضی دجالوں کے منہ میں گھس جائیں یا پھر خارجیت کا نوالہ بن جائیں۔

نصیب اپنا اپنا۔۔۔۔پسند اپنی اپنی۔۔۔

(فاعتبرو یا اولی الابصار)

حدیث نمبر:2

عن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه یقول: قال رسول الله ﷺ اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء فقلنا یا رسول الله : ماهو؟ قال: نصرت بالرعب و اعطیت مفاتیح الارض و سمیت احمد و جعل التراب لی طهورا و جعلت امتی خیر الامم۔

رواه ابن ابی شیبة و احمد با سناد جیّد۔

(اعتقاد اھل السنۃ جلد 4 ص 783 حدیث نمبر 1443، الاحادیث المختارہ جلد 2 ص 343 حدیث نمبر 728، سنن ابن ماجہ جلد 2 ص 1433)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مختار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا کیا ہے؟ تو سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی۔اور زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کی گئیں۔اور میرا نام احمد رکھا گیا اور زمین کو میرے لیے پاک کر دیا گیا اور میری امت کو سب امتوں سے بہترین امت بنایا۔

ابن ابی شیبہ اور احمد نے عمدہ وصحیح ترین اسناد کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

تشریح: ۔یہ حدیثِ مبارکہ عقیدہ کے حوالے سے بھی واضح ہے۔نبی پاک ﷺ مختار کل ہیں اور نبی پاک ﷺ کی صحبت میں اثر ہے۔اصل بات کی طرف آتا ہوں کہ جب ہم جیسے، تم جیسے ناکارہ لوگ بہترین امت کے شرف سے مشرف ہو سکتے ہیں وہ صحابہ جن کو بلا واسطہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے فیض وصحبت نصیب ہوئی، ان کی شان کا اندازہ خود ہی لگا

لیجئے۔تمام امتوں میں سب سے بہتر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جس پر آئمہ و محدثین اور پوری امت کا اجماع ہے تو فقط امتی اگر بہترین امت ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کیوں بہترین امت نہیں ہو سکتے۔

المختصر اگر یہی حدیث حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے دیکھی جائے تو تمام اعتراض خود بخود ہی ختم ہو جائیں گے۔اور یہ امت بکھرنے سے بچ جائے گی۔اور عقیدہ کے حوالے سے نہ کوئی بڑا عالم گمراہ ہوگا اور نہ ہی دوسروں کو گمراہ کرے گا۔اب تاریخ کی بات مانو گے یا سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام کے فرامین پر عمل کرو گے۔

ے گر بائونہ رسیدی تو تمام بولہبی است

(فاعتبرو ایا اولی الابصار)

حدیث نمبر:3

عن ابن عباس رفعه:قال موسیٰ : یا رب هل فی الامم اکرم علیك من امتی ، ظللت علیهم الغمام و انزلت علیهم المنّ و السلویٰ فقال: سبحانه و تعالیٰ: یا موسیٰ اما علمت ان فضل امة محمد علی سائر الامم کفضلی علی جمیع خلقی؟ قال یا رب فارینیهم قال لن تراهم ولکن اسمعك کلامهم فنا دا هم الله تعالیٰ خاجا بو ا کلهم بصوت واحد لبیك اللّٰلهم لبیك و هم فی اصلاب ابا ئهم و بطون امهاتهم فقال سبحانه صلاتی علیکم ورحمتی

سبقت غضبی و عفوی سبق عذابی استجیب لکم قبل ان تساء لو نی فمن لقینی منکم یشهد ان لا اله الا الله و ان محمد ا رسول الله غفرت له ذنوبه۔قال صلی الله علیه واله وسلم فأراد الله أ ن یمن علیّ بذلك فقال : ما کنت بجانب الطور اذ نادینا (القصص۔46) أی : امتك حتیٰ اسمعنا موسیٰ کلامهم۔ رواه قتادة وزاد فقال یارب ما احسن اصوات امة محمد ﷺ اسمعنی مرة اخری۔

(شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیة جلد 7 باب خصائص امته ﷺ ص413,414,415)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے رب سے عرض کی کہ اے میرے رب کیا تیری بارگاہ میں میری امت سے بھی زیادہ کوئی اکرام وانعام والا ہے جبکہ تو نے میری امت پر بادل سایہ فگن ہونے کیلئے بھیجے۔ان پر من وسلویٰ نازل کیا۔اللہ رب العزت نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ کیا تجھے اس بات کا علم ہے کہ محمد ﷺ کی امت کی فضیلت تمام امتوں پر یوں ہی ہے جیسے میری فضیلت تمام مخلوق پر ہے۔حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے رب سے عرض کی یا اللہ مجھے وہ امت دیکھنی ہے، وہ امت مجھے دکھا۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم صرف ان کا کلام سن سکتے ہو پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ندا دی۔پس امت محمدیہ ﷺ نے یک زبان ہو کر جواب دیا لبیك اللهم لبیك درآنحالیکہ وہ اپنے آباء کی صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے۔پس رب تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے امت محمد ﷺ) میرا درود

بصورت رحمت تمہارے اوپر لازم ہے۔میری رحمت میرے غضب سے پہلے آتی ہے۔میرا عفوودرگزر،عذاب سے پہلے آتا ہے۔جس چیز کا بھی تم سوال کرنے لگو گے سوال کرنے سے قبل ہی اس کا جواب دے دیا جائے گا۔پس تم میں سے جو بھی مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ یہ گواہی دے رہا تھا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ تو اس کے سارے گناہوں کو بخش دیا جائے گا۔اس روایت کو قتادہ نے بیان کیا اور اس کا اضافہ کیا کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار کہ امت محمدیہ ﷺ کی آواز کتنی پیاری ہے مجھے ایک بار پھر سنا دو۔

تشریح:۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے اس امتِ محمدیہ کی کہ رب خود اس کی تعریف فرما رہا ہے۔اور اس کیلئے مغفرت وبخشش اور رحمت کا اعلان کر رہا ہے۔جب ایک ادنیٰ امتی گناہوں میں لت پت اپنے رب کی بارگاہ میں جائے گا اور کلمہ شہادت پڑھ رہا ہوگا۔تو اس کو بھی اللہ کریم جنت عطا فرمائے گا اور سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔اب غور تو فرمائیں کہ صحابہ کرام جو بالاجماع عام امتیوں بلکہ سابقہ انبیاء کرام کے صحابہ سے بھی افضل ہیں۔وہ کیوں مغفور و مامون نہیں ہوں گے۔وہ کیوں جنتی نہیں ہوں گے۔جب رب ہم جیسے گھٹیا،بدزبان، بداخلاق،گناہگاروں کو بھی نار جہنم سے بچالے گا،بخش دے گا تو جنہوں نے زندگیاں اسلام کی سربلندی کیلئے وقف کر دیں،طرح طرح کے مصائب برداشت کیے،اسلام کی خاطر گھر بار چھوڑا،زخم کھائے وہ کیونکر جنتی نہیں ہوں گے۔ان کی لغزشیں بحیثیت مسلمان کیونکر معاف نہیں ہوں گی۔

اگر اسی حدیث کے تناظر میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا اسد اللہ الغالب اور حضرت امیر معاویہ کاتب وحی رضی اللہ عنھما کی شخصیات کو دیکھا جائے تو کوئی جہنمی ہی ہوگا جو ان پر تبرا

کرے۔اور ان کو دوزخی کہے۔تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کا متلاشی حقیقت کو پا لیتا ہے۔اور احادیثِ رسول ﷺ کو پس پشت ڈال کر تاریخ کی اندھی بستی میں اپنا سکون ڈھونڈتا ہے تو یقیناً نامراد اور شقی ہے۔اگر احادیث بیان کی جائیں،ان کو اچھی نہ لگیں تو نعوذ باللہ ضعیف اور موضوع کہہ کر بات ہی ختم کر دی جاتی ہے۔لیکن افسوس! تاریخ کو اس کے مقابلے میں کیوں نہ موضوع وضعیف سمجھا گیا۔حالانکہ سب جانتے ہیں کہ ایک ہی واقعے پر دشمن بھی قلم اٹھاتا ہے اور دوست بھی۔پاک و ہند برصغیر کی تاریخ لے لو۔ہندوؤں نے پرتھوی کو ہندوستان کا سورما بنا کر پیش کیا اور سلطان صلاح الدین ایوبی کو کم ظرف،غاصب،چور،چال باز اور پتا نہیں کیا کیا بنا ڈالا۔کیا اب پاکستان سے محبت کا دم بھرنے والو تمہارا ایمان گوارا کرے گا کہ ہندوؤں کی تاریخ کو مان لیں۔جبکہ صلاح الدین ایوبی،محمد بن قاسم،ٹیپو سلطان نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے،وہ سب کے سامنے ہیں۔اسی عام مثال سے سمجھانا چاہتا ہوں کہ اسلامی تاریخ پیش کرنے میں رافضی وخارجی پیش پیش رہے۔اور ایک ایسا مکسچر تیار کروا دیا کہ حق کا متلاشی تاریخ پڑھ کر یا تو خارجی بن جاتا ہے یا رافضی۔اور بچتا وہی ہے جو تاریخ کی باتوں کو قرآن وسنت پر پیش کرتا ہے۔مطابقت کھا جائیں تو مان لیتا ہے اور اگر قرآن وحدیث کے منافی قول ہو تو رد کر دیتا ہے۔وہی آدمی کامیاب وکامران ہے۔

ایک طرف قرآن وحدیث صحابہ کرام بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی تعریف بیان کرے اور فضائل ومناقب سامنے لائے اور دوسری طرف تاریخ ان اشخاص پر الزامات لگائے۔توہین آمیز جملے لکھے۔اور جو قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تاریخ کو قبول کرے اور اسی کی بات مانے۔وہ شخص مرتد ہے،مرتد ہے،مرتد ہے۔

اصول کی بات بتا تا چلوں کہ اہلسنت وجماعت کے مؤرخین کی کتب میں بھی اگر

ایسی بات ملے خواہ وہ بلند پایہ علماءہی کیوں نہ ہوں، جوصحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی شان کے لائق نہ ہوتو ہم اس قول کو جوتی کی نوک پر بھی نہیں رکھیں گے۔ہم قرآن وحدیث اوراقوال اولیاء سے محاسبہ کریں گے نہ کہ بدبخت کی طرح صرف تاریخ کو حجت مانیں گے۔(نعوذ بالله من ذلك)

آج المیہ یہ ہے کہ بعض حضرات عوام الناس کو کہتے پھر رہے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنا، انکی ناموس کی حفاظت کرنا ،انکے مناقب بیان کرنا خارجیت ہے اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہمیت اور مقام دینا یہی خارجیت ہے۔

افسوس صد افسوس! ان پر جو دعویٰ علم تو کرتے ہیں لیکن روحِ علم سے آشنا نہیں۔ یہ کس امام ومحدث یا کس عقیدہ کی کتاب میں موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف بیان کرنا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان کو کم کرنے کی سازش ہے۔ یہ پہلے ثابت فرما لیں۔معزز قارئین کرام! یہ ایک بہت بڑا الزام ہے جس کا سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھما کے مناقب بیان کر کے رد کروں گا تاکہ خارجیت کا منہ بند ہو جائے اور اہلسنت میں موجود چند رافضی بھیڑوں کی میں میں بھی بند ہو جائے۔فقیر پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ حدیثِ مبارکہ بیان کرے گا ۔ملاحظہ ہوں۔

الفاظ کے پردے میں ہم جن سے مخاطب ہیں
وہ جان گئے ہوں گے کیوں نام لیا جائے

(الحمد لله و بعون الله الوهاب)

باب چہارم

مناقب وشان
حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام
احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں

حضرت علی المرتضیٰ احادیث کی روشنی میں

حدیث نمبر:1

اخبرنا ابو بکر محمد بن جعفر القاریببغداد
حدثنا احمد بن عبید بن ناصح حدثنا
الحسین بن علوان عن هشام بن عروة عن
ابیه عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول
الله ﷺ ادعو ا لی سید العرب فقلت یا رسول
الله الست سید العرب ؟ قال انا سید ولد آدم
و علی سید العرب۔

(المستدرک علی الصحیحین مترجم جلد4 ص251 کتاب معرفة الصحابة حدیث نمبر:4626 مکتبہ شبیر برادرز لاہور)

سیدہ ، طیبہ، طاہرہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وسلام علیہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس عرب کے سردار کو بلا کر لاؤ۔ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار اور حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عرب کے سردار ہیں۔

تشریح: ۔سبحان اللہ العظیم ! کیا عظیم شان ہے۔سب سے ضروری نکتہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ روایت بیان فرما رہی ہیں کہ جس سے ثابت ہوا کہ رافضی خواہ مخواہ بھڑکتا ہے۔ان دونوں میں کوئی رنجش نہیں تھی بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار کا رشتہ قائم تھا۔ماں بیٹے میں جھگڑا ہو جائے تو یہ گھریلو معاملہ ہے۔کسی نکارۂ خلائق کو کیا حق کہ وہ زبان کھولے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں لڑائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

ہوسکتا ہے کہ خارجی اس حدیث کو پڑھ کر پریشان ہو گئے ہوں لیکن وہ حضرت علی المرتضیٰ کی شان کو کم نہیں کر سکتے۔اہلسنت کا تفضیلی ٹولہ اور رافضی اس حدیث سے یہ استدلال نہ پکڑ لیں کہ آپ سب سے افضل ہیں۔بلکہ یہ حضرت علی المرتضیٰ کی خصلت اور خصوصی فضیلت ہے۔اس فضیلت میں کوئی آپکا ثانی نہیں ۔اور بالا جماع سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعدالانبیاء ہیں۔

حدیث نمبر:2

اخبرنا احمد بن کامل القاضی حدثنا ابوقلابة
حدثنا ابو عتاب سهل بن حماد حدثنا المختار بن
نافع حدثنا ابو حیان التیمی عن ابیه عن

علی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ رحم الله علیاً اللّٰھم ادرالحق معه حیث دار۔ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم۔

(الجامع للترمذی باب المناقب حدیث3732، مسند ابی یعلی حدیث527)

حضرت مولائے کائنات،سیدنا علی المرتضیٰ اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا احمد مختار ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے اے اللہ! علی جدھر ہو حق کو ادھر کر دے۔

تشریح:۔ اس حدیثِ پاک سے چند چیزیں اخذ ہو رہی ہیں۔

اولاً:۔ دعائے مصطفیٰ کریم ﷺ کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔حضرت مولائے من،علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم وہ عظیم شخصیت ہیں،جن کیلئے ہمارے آقا و مولا دعا فرما رہے ہیں۔آپ پر اللہ کی بے حد و بے حساب رحمتیں ہیں اور اس بات میں شک کرنے والا یقیناً بد بخت اور نامراد ہے۔

ثانیاً:۔ حق دامنِ علی المرتضیٰ سلام علیہ کا خاصہ ہے۔جس سمت بھی آپ ہوں،حق ادھر ہو جاتا ہے۔

ثالثاً:۔ اس لیے ہم اہلسنت و جماعت حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنھما کے مابین ہونے والی جنگ کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ناحق لڑے اور خطائے اجتہادی کی۔تمام اہلسنت کا یہی موقف و مسلک ہے۔ملاحظہ ہو تمہید ابو شکور رسالمی وغیرہ۔لیکن اس جنگ کی بنیاد پر اسلام کفر کے فتوے لگانا یہ ناانصافی ہے۔بلکہ بغضِ صحابہ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حدیث نمبر:3

عن عبد الله بن عمرو بن هند الجملی قال معت علیّا رضی الله عنه یقول کنت اذا سالت رسول الله ﷺ اعطانی و اذا سکت ابتدانی۔ھذا حدیث صحیح

(المستدرک علی الصحیحین جلد 4 ص253 کتاب معرفۃ الصحابۃ حدیث نمبر4630 مشکوٰۃ المصابیح564 باب مناقب علی)

عبد اللہ بن عمرو ھند الجملی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب بھی میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی مانگا کرتا تھا آپ مجھے ضرور عطا فرمایا کرتے تھے اور جب خاموش رہتا تو آپ پھر بھی مجھ سے ہی آغاز فرماتے تھے۔

نوٹ:۔ اس روایت کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب

ہے۔بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح۔

تشریح:۔ حدیثِ مبارکہ کوغور سے پڑھیں تو چند باتیں آپکے علم میں آئیں گی۔

اولاً:۔ سرکار علیہ التحیۃ والثناء سے سوال کرنا اور ضرورت پوری کروانے کیلئے مانگنا، یہ بابِ مدینۃ العلم کا طریقہ وسنت ہے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار ﷺ میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

ثانیاً:۔ سرکار ﷺ اسکو عطا کرتے تھے جو مانگتا تھا۔جو آپ سے سوال کرتا تھا

ثالثاً:۔ کسی بزرگ کی بارگاہ میں خاموشی سے بیٹھنا کمالِ ادب ہے۔ہمارے آقا ومولا ﷺ کو خواہشاتِ انسانی کی خبر ہوتی ہے اور یہ شان باذن اللہ ہے۔

رابعاً:۔ سرکار ﷺ کا عطا فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بوتراب کا رتبہ حضور جانتے ہیں۔اور یہ محبوبِ مصطفیٰ بھی ہیں۔

خامساً:۔ جو عطائے مصطفیٰ کا خواہاں ہے وہ دروازۂ علی پر آئے۔ان شاءاللہ مرادیں پوری ہوں گی۔

حدیث نمبر:4

عن انس قال کان عند النبی ﷺ طیر قال اللھم ائتنی باحب خلقك الیك یا کل معی ھذا الطیر فجاء ہ علیؓ فا کل معہ رواہ الترمذی و قال ھذا حدیث غریب۔قال ابن الجوزی ھذا موضوع قال

الحاکم لیس بموضوع۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی ابن ابی طالب ص 562 مکتبہ مجتبائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا پس آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس مرد حق پرست کو بھیج جو تجھے تیری مخلوق سے زیادہ پیارا ہو اور محبوب ہو اور وہ میرے ساتھ اس مشوی پرندہ کو تناول کرے۔پس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور نبی پاک ﷺ نے ان کے ساتھ کھایا۔

حدیث نمبر:5

عن علی بن الخرور قال سمعت ابا مریم لثقفی یقول سمعت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لعلی رضی اللہ عنہ یا علی طوبی لمن احبك و صدّق فیك وویل لمن ابغضك و کذب فیك۔

ھذا حدیث صحیح الاسناد۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد 4 حدیث 4657 ص 269)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق تھا کہ اے علی خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو تجھ سے محبت
کرے اور تیرے معاملہ اور تیری بات میں تصدیق کرے اور ہلاکت ہے اس آدمی کیلئے جو تجھ
سے بغض رکھے اور تجھ سے نفرت کرے اور تیری بات کو جھٹلائے اور تیرے معاملے میں جھوٹ
سے کام لے۔

نوٹ:۔ ان شاءاللہ ان دو احادیثِ مبارکہ کی وضاحت فقیر اپنے مقام پر کرے گا۔ اہل حق
کیلئے حق مزید واضح ہو جائے گا اور باطل پسپا ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ وتعالیٰ) اختصار کے
سبب اور طوالت سے تہی دامن کرتے ہوئے صرف انہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تشریح نہیں کی گئی
تاکہ اصل موضوع سے عدول لازم نہ آئے ان شاءاللہ جہاں ضرورت ہوئی ان احادیث کی
اسی کتاب میں ضرور بعون اللہ الوھاب تشریح کروں گا۔ اللہ رب العزت قبول و منظور
فرمائے۔ آمین!

آمدم برسر مطلب! آج کے اس پرفتن دور میں ایمان بچانا مشکل ہو چکا ہے۔ طرح
طرح کے عقائد و نظریات عوام کے منہ میں دے دیے گئے ہیں جن کا وہ ہر جگہ، قریہ قریہ پرچار
کرتے پھر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کم پڑھے لکھے ان کی زد میں آئے اور اپنا ایمان
ضائع کر بیٹھے ہیں۔ یہ عنوان اگرچہ بہت مشکل ہے لیکن پھر بھی پوری کوشش کی ہے کہ اہلسنت
کے عقائد و نظریات کا کھلے دل سے تحفظ کروں اور بہانگ دھل ان کا پرچار کروں۔ سب سے
پہلے ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے بارے میں جہاں تک ممکن ہو سکا جاننے
کی کوشش کریں گے اور پھر ان کے بارے میں کیے گئے بکواسات کا وقار اور اطمینان کے
ساتھ جواب دیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

باب پنجم

امیرِ شام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب

امیر شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب

آپکا نام معاویہ کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔آپ والد کی طرف سے پانچویں پشت میں اور ماں کی طرف سے پانچویں پشت میں حضور انور ﷺ سے مل جاتے ہیں۔والد کی طرف سے آپ کا نسب یہ ہے۔

معاویہ (ابوعبدالرحمٰن) ابن صخر (ابوسفیان) ابن حرب ابن امیہ ابن عبدالشمس ابن عبدالمناف۔

ماں کی طرف سے سلسلہ یہ ہے۔

معاویہ (ابوعبد الرحمٰن) ابن ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ابن عبد المناف۔

المختصر اگر اپنے پیارے آقا، سرور دو جہاں، سید انس و جاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا شجرہ مبارک دیکھا جائے تو حضرت امیر معاویہ رضیٰ اللہ عنہ نسب کے لحاظ سے حضور اکرم ﷺ کے اہل قرابت ہیں۔سادہ سے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ حضور شافع یوم النشور ﷺ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باہم رشتہ دار بھی ہیں۔اب ہمیں سوچ سمجھ کر زبان کھولنا ہوگی کیونکہ جس آدمی کی صحابیت، ایمان اور شان سب کچھ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان ہو چکا وہ شخص حضور ﷺ کا قریبی بھی ہے، رشتہ دار بھی ہے۔خبر دار! زبان کھولنے سے پہلے سوچ لینا یہ نہ ہو کہ حوض کوثر پر رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔

باب ششم

حضور ﷺ سے سسرالی رشتہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کے حقیقی سالے ہیں۔ کیونکہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما جو کہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔

(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ از حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ ص 41)

المختصر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نسبی اعتبار سے بھی اور سسرالی اعتبار سے بھی حضور ﷺ کے بہت قریبی ہیں۔ اقرباء مصطفی ﷺ پر زبان طعن دراز کرنے والا نہ سید رہ سکتا ہے، نہ مفکر، نہ محدث، نہ شیخ اور نہ محبِّ اہل بیت رضوان اللہ علیہم۔ اب آپ کا اپنا نصیب ہے یا تو ہمت کر کے حضور ﷺ کی نسبتوں کا انکار کرو اور یہ عقیدہ رکھو کہ حضور ﷺ سے نسبت ہو جانا کوئی فضیلت نہیں رکھتا یا پھر دل کی کدورتوں کو نکال کر، رفض و خارجیت کی میل اتار کر تم بھی مان لو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دوسرے تمام صحابہ کی طرح محترم اور جنتی ہیں۔ ورنہ تمہارا ٹھکانہ جنت میں مشکل ہی ہے۔

باب ہفتم

چند اہم باتیں

البدایہ و النہایہ جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 115 اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 3 صفحہ 433 میں یہ بات موجود ہے کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثتِ شریفہ یعنی حضور اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کرنے سے آٹھ سال قبل ہی پیدا ہوئے۔ اور آپ عمرۃ القضاء میں ایمان لا چکے تھے۔

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود ارشاد فرمایا کہ

اسلمت یوم عمرۃ القضاء ولکنّی کتمت

اسلامی من ابی الیٰ یوم الفتح۔

(البدایہ و النہایہ جلد رابع جز ثامن ص 408 مطبوعہ پشاور)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عمرۃ القضاء کے دن مسلمان ہو چکا تھا لیکن اظہارِ ایمان فتح مکہ کے دن کیا اور اپنے والد سے اسلام کو چھپائے رکھا۔

حبر الامت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

انّ معاویۃ قال قصرت عن رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ والہ وسلم عند المروۃ۔

(تطہیر الجنان ص 7، مسند احمد جلد 4 ص 120)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عمرۃ القضاء کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے سر انور سے موئے مبارک کا قصر کیا۔ یعنی حضور ﷺ کے بال مبارک کاٹے اور یہ واقعہ مروہ نامی پہاڑی کے قریب کا ہے۔

المختصر یہ کہ شور مچانے والے شور مچاتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ایمان لانا خوف کی وجہ سے تھا، ایسے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ ان لوگوں کو مندرجہ بالا جملوں پر غور کر لینا چاہیے۔ فتح مکہ سے پہلے کے ایماندار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بالفرض تم ہماری بات مانتے ہی نہیں تو فتح مکہ کے بعد ایماندار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ دونوں صورتوں میں ایمان ثابت ہے چاہے پہلے مانو یا بعد میں لیکن ہم پہلے کے قائل ہیں۔ اور رہی یہ بات کہ فتح مکہ کے دن کا ایمان قابل اعتماد نہیں تو قرآن پڑھ کے دیکھو اللہ رب العزت نے ہر ایک سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور ہر ایک کا ایمان قابل قبول ہے تبھی تو ان کے حق میں جنت ہے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ [الحدید:10]

نوٹ:۔ اس آیت کا ترجمہ وتشریح ماقبل گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

طوالت کا خوف نہ ہوتو اس کتاب کو دلائل سے مزین کردوں لیکن آپ لوگوں کی سہولت اور مصروفیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور حسب الارشاد اس کو مختصر کر رہا ہوں تاکہ ذہنوں کی کجی کچھ منٹوں کے مطالعہ کے بعد دور ہوجائے۔

اللہ رب العزت کے کلام سے آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و

مناقب ملاحظہ فرما چکے ہیں اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ جو کہ عام تھیں ان سے بھی بتاویل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت، مقام ومرتبہ اور مناقب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آیئے اب واضح اور اخص فرامین رسول ﷺ کی طرف جن سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کا پتہ چلے گا۔ و ما توفیقی الا باللہ

باب ہشتم

جنابِ معاویہ رضی اللہ عنہ
فرامینِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ والہ وسلم
کی روشنی میں

فرمان مبارک:1

حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دعا فرمائی جسکو بہت سی کتابوں سے ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے کہ

اللّٰھم علم معاویة الکتاب و الحساب و قه العذاب۔

(کنز العمال جلد 7، مجمع الزوائد جلد 9)

اے اللہ! امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

تشریح:۔ واہ! کیا شان ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جن کیلئے خود حضور ﷺ دعا فرما رہے ہیں۔ایسی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں جو مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمائی ہو۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

ان ربکم حیّ کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیه الیه ان یردھما صفرا۔

(ابوداؤد شریف جلد 1 ص 216)

بے شک تمہارا خدا حیا و کرم والا ہے۔جب بھی کوئی بندہ اس کی طرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو خالی لوٹاتے ہوئے اسے حیا آتی ہے۔

المختصر یہ کہ یہ تو ایک عام بندہ کی دعا ہے جسکو رب رد نہیں کرتا۔تو وہ جس کو رب نے اپنا محبوب بنایا ہو، جس کے لیے کائنات سجائی ہو کیا اس کی دعا کو رب رد فرمائے گا۔ ہرگز

نہیں۔اور جو نبی پاک ﷺ کی دعا کو مقبول نہیں مانتا وہ شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا منکر ہے اور اہلسنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔لہٰذا دھوکہ دینا چھوڑ دو یا تو نام ہی بدل لو یا سیدھی طرح حق کی طرف پلٹ آؤ

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اس کے علاوہ سرکار ﷺ نے دعا فرمائی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عذاب سے بچا لے۔جو انہیں دوزخی مانتا ہے یا مستحق عذاب مانتا ہے وہ نبی پاک ﷺ کے ارشاد کا منکر ہے۔اور خود مستحقِ عذاب ہوگا۔

فرمان مبارک:2

قال عبد الله ابن عباس رضی الله عنه جاء بریل الی رسول الله ﷺ فقال یا محمد استوص معاویة فانه امین علی الکتاب الله و نعم الامین۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 357)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد صلی اللہ علیک و الک وسلم، معاویہ سے خیر خواہی فرمایئے کیونکہ وہ اللہ کی کتاب پر امین ہیں اور کیا ہی اچھے امین ہیں۔

تشریح:۔ سبحان اللہ! کیا مرتبہ و مقام ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا۔ وہ جبریل جسے سب امین کہتے ہیں۔ کیونکہ رب نے خود ارشاد فرمایا کہ

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ   الشعراء:193

یعنی اس قرآن کو لیکر روح الامین (جبریل) نازل ہوئے۔

المختصر جب رب نے جبریل کو امین امین کہہ کر قرآن میں پکارا تو ہر ایک کی زبان پر امین امین ہے۔ خواہ ولی ہو، غوث ہو، عالم ہو یا غیر عالم سب جبریل کو امین کہتے ہیں۔ اگر اس فرمان کی طرف دیکھا جائے تو یہ قول حضرت جبریل امین لیکر اترے، اور امین اکبر کو سنایا۔ اور بات کس کی ہو رہی ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کہ نعم الامین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک طرف حضرت علی المرتضیٰ اور دوسری طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھما۔ مولائے کائنات کو دیکھو تو وہ عالم کلام اللہ ہیں۔ اور امیر شام کو دیکھو تو وہ کاتب کلام اللہ ہیں۔ مولائے کائنات باب علوم نبوت ہیں اور امیر شام امین علوم نبوت ہیں۔ اس کے باوجود کوئی کم بخت ان دونوں میں سے کسی ایک پر بھی تبرا کرے، زبان طعن دراز کرے تو پکا مرتد و نامراد ہے اور ایمان سے اس کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔

اعتراض:۔ آپ نے جو فرمان پیش کیے وہ ہمیں مصر نہیں کیونکہ ہم نے سن رکھا ہے بنو امیہ کے دور میں لاکھوں حدیثیں گھڑی گئیں اور پھیلا دی گئیں۔ ہمیں تو یقین نہیں ہے جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ بنو امیہ کے دور میں جو احادیث گھڑی گئیں وہ انہی کے فضائل پر ہوں گی۔ لہٰذا ہم ان روایات کو نہیں مانتے۔

الجواب بعون الله الوهاب :۔ معترض صاحب نے اعتراض تو کر دیا لیکن اگر اصول حدیث، حجیتِ حدیث کا مطالعہ کیا ہوتا تو کبھی بھی ان کی زبان یوں بے لگام نہ ہوتی۔ جو حدیثیں جس بھی دور میں گھڑی گئیں محدثین کرام نے ان حدیثوں کا تعاقب کیا اور واضح انداز میں انہیں موضوع لکھا۔ یوں تو فضائل اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی بہت سی احادیث گھڑی گئیں ہیں جو کہ اہل بیت اطہار کی شایان شان نہیں۔ ان کو اگر کوئی موضوع کہے گا تو اسے خارجی اور ناصبی کہا جائے گا لیکن حق کی تلاش میں کوئی نہیں نکلتا۔

آپ کو مختصر سا اصول بتاتا ہوں کہ کونسی حدیث قبول کرنی چاہیے اور کون سی رد۔ خواہ حدیث مبارکہ اہلبیت اطہار کی شان میں ہو یا صحابی کے بارے میں اسے اس وقت قبول کیا جائے گا جبکہ وہ قرآن کی تعلیمات اور احادیثِ رسول ﷺ سے ماخوذ تعلیمات پر صادق آئیں۔ اگر ان میں قرآن وسنت سے ذرا بھی انحراف پایا جائے تو تاویل کی جائے گی اور اگر تاویل سے بھی کام نہ بنے تو اس قول کو قرآن وسنت کے مقابلے میں رد کر دیا جائے گا۔

مثلاً

محبانِ اہلبیت کی ایک مستند کتاب میں یہ بات ملتی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالی دے لیا کرو۔ نہج البلاغہ ص 250 حصہ اول خطبہ 56 ملاحظہ ہو۔

اَمّا السّبُّ فسبّونی فانّه لی زکاةٌ ولکم نجاةٌ

کہ مجھ پر سب وشتم کر لیا کرو کیوں کہ یہ میرے لیے زکوٰۃ ہے اور تمہارے لیے نجات ہے۔

(نعوذبالله من ذالك)

لیکن حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لا تسبوا اصحابی

(مشکوٰۃ المصابیح ص 553 مکتبہ مجتبائی)

اکرموا اصحابی فانھم خیار کم۔ (مشکوٰۃ
المصابیح ص554 مکتبہ مجتبائی)

کہ میرے صحابی کو گالی نہ دیا کرو اور فرمایا کہ میرے صحابہ کی عزت کیا کرو وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں۔اب آپ خود بتائیں کہ آپ کس روایت کو مانیں گے۔قرآن وسنت پر دونوں روایات کو پیش کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ اوپر والی حدیث فضائل میں نہیں بلکہ توہین آمیز مواد اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک حدیث ملتی ہے کہ اس امت کے دو ہی باپ ہیں ایک محمد اور دوسرا علی۔دوسری طرف قرآن کہتا ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجا لکم ۔کہ محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔اب آپ خود فیصلہ کیجیئے کہ اگر حضور کو مردوں کا باپ مانا جائے تو قرآن کی آیت کا انکار ہے اور ساتھ ساتھ اس آیت سے تفضیلیت کی بو بھی آتی ہے۔لہٰذا اب آپ قرآن پر عمل کریں گے یا اس فرمان پر۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بیان کردہ احادیث کو قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے گا اگر ان کے مطابق ہوئی تو قبول ورنہ مردود۔

فرمان مبارک:3

قال عمیر فحدثتنا ام حرام انھا سمعت
النبی ﷺ یقول اول جیش من امتی
یغزون البحر قد او جبو قالت ام حرام قلت
یا رسول اللہ انا فیھم ؟ قال انت فیھم

قالت ثم قال النبی ﷺ اول جیش من
امتی یغزون مدنیة قیصر مغفور لھم
فقلت انا فیھم ؟ قال لا۔
(بخاری جلد 1ص410 صحیح مسلم)

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام حرام رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندری جنگ کریں گے ان کی لیے جنت واجب ہے۔ام حرام نے عرض کی یارسول اللہ میں بھی اس لشکر میں شامل ہوں گی سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا ہاں تم بھی ہو گی۔ام حرام بیان کرتی ہیں کہ پھر سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا ، اس کے لیے بخشش ہے۔میں (یعنی ام حرام رضی اللہ عنھا) نے پوچھا کیا میں اس میں داخل ہوں ؟ فرمایا نہیں۔

تشریح:۔اس حدیث پاک کو حقیقت کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

اولاً:۔اسمیں نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے۔اور اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ امتیوں کے انجام سے باذن اللہ باخبر ہیں۔

ثانیاً:۔ اس میں ایک جنگ کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کیلئے البحر فرمایا ہے۔جسمیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ جنگ کشتیوں اور بحری بیڑے کے ذریعے لڑی جائے گی۔چنانچہ اوراق تاریخ شاہد ہیں کہ یوں ہی ہوا۔اور ہمارے نبی پاک ﷺ کا فرمان سچا ثابت ہوا۔

ثالثاً:۔ جب ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پہلی لڑائی جو 28 ہجری میں لڑی گئی،(البدایہ والنھایہ لابن کثیر الدمشقی الجز السابع فصل فتح قبرص)اور قبرص فتح ہوا وہ کشتیوں اور بحری بیڑے کے ذریعے لڑی گئی۔تو نبی پاک ﷺ کا فرمان جب اس بارے میں درست ہوا تو بالیقین و بالتحقیق اگلا فرمان بھی سچا ہے کہ اس میں شریک ہونے والے سب جنتی ہیں۔

رابعاً:۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسمیں کون کون شریک تھا؟ ایک ام حرام رضی اللہ عنھا اور دوسرے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔حضرت امیر معاویہ رضیٰ اللہ عنہ نے اس لشکر کو ترتیب دیا جس نے اس معرکہ میں قبرص کو فتح کرلیا۔اس بات کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی مکتبہ فکر اس کی تردید کرتا ہے۔کیونکہ پہلا بحری بیڑا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی متعارف کروایا۔اور آپ نے ہی پانی کی پہلی جنگ لڑی۔جسمیں کشتیاں اور بحری بیڑہ استعمال ہوا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ جب پہلا حصہ سچا ہے تو دوسرا حصہ بھی سچا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ام حرامہ رضی اللہ عنہا دونوں قطعی جنتی ہیں۔جو جنتی کو جنتی نہ مانے وہ خود جنتی نہیں ہوسکتا۔

خامساً:۔ قسطنطنیہ رومی سلطنت کا مرکز اور فلسطین کا دارالحکومت تھا۔حضور اکرم نور مجسم پیدائشی نبی ﷺ نے اس شہر قیصر پر حملہ کرنے والے مجاہدین اسلام کو مغفرت کی بشارت دی ہے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی سلطنت کا ستیاناس کرنے کیلئے

ایک زبردست فوج 52 ہجری میں تیار کی۔اس لشکر میں حضرت ابوایوب انصاری،حضرت عبد اللہ بن عمر، رضی اللہ عنھم جیسے اکابر واجل صحابہ کرام موجود و حاضر تھے۔لہٰذا جس طرح اس حدیث پاک کا ایک حصہ درست ثابت ہوا اس طرح دوسرا حصہ بھی درست ہے کہ اس لشکر میں موجود صحابہ کو بخشش کی بشارت دی گئی۔ہمارا سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام کے فرمان پر پورا ایمان ہے۔اور ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قطعی جنتی اور بخشا ہوا مانتے ہیں۔

سادساً:۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت 40 ہجری کو ہوئی۔حضرت امام حسن مجتبٰی رضی اللہ عنہ کا ایک روایت کے مطابق 50 ہجری،ایک کے مطابق 49 ہجری اور ایک کے مطابق 51 ہجری کو وصال پر ملال ہوا۔جب کہ جنگ جمل جمادی الثانی 36 ہجری میں ہوئی اور جنگ صفین ماہ صفر 37 ہجری میں ہوئی۔ان تمام تاریخوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حدیث کو دوبارہ پڑھیئے کہ 28 ہجری میں قبرص فتح کرنے والا لشکر قطعی جنتی ہے۔جسمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں اس طرح جنگ جمل اور صفین کے واقعات سے اگر نعوذ باللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گنہگار ہوتے ہیں تو 52 ہجری میں رومی سلطنت کو فتح کرنے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بخشش کی بشارت موجود ہے۔لہٰذا کھلے دل سے مطالعہ کرو حقیقت حال واضح ہوجائے گی۔جب رب تعالیٰ نے خود بخشش کے اسباب پیدا فرما دیے ہیں اور قطعی جنتی ہونے کی بشارتیں سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام کی مبارک زبان سے دلوا رہا ہے تو کون جہنمی ہے جو انہیں گناہگار ثابت کرے۔

المختصر اس بحث کی روشنی میں حضرت امیر معاویہ قطعی جنتی اور بخشے ہوئے ہیں۔

(فاعتبر و یا اولی الابصار)

فرمان مبارک:4

اللّٰھم اجعله ھا دیا و مھدیا و اھد بہ

(جامع ترمذی جلد2 ص225)

اے میرے پروردگار! معاویہ کو ھادی بنا، مہدی بنا اور اس
کو ذریعہ ھدایت بھی بنا۔

تشریح:۔ یہ دعا سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے فرمائی۔

اولاً:۔ ہدایت منجانب اللہ ہوا کرتی ہے۔ بندے کا اس میں دخل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ

وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ

اور اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اب جب رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ما سبق بھی گذر چکا کہ نبی پاک ﷺ کی دعا کو کسی بھی مقام پر رد نہیں کیا گیا تو ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہدایت یافتہ مہدی ہیں۔ اور جو اب انہیں گمراہ مانیں وہ دعائے رسول ﷺ کی قبولیت کا بھی منکر ہے اور آپ کے علم غیب کے ساتھ ساتھ شفاعت بروز قیامت کا بھی منکر ہے۔ لہٰذا اس کو خود تجدید ایمان کی ضرورت ہے۔

ثانیاً:۔ ہدایت باذن اللہ وہی دے سکتا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو۔ جیسا کہ یہ خاصہ سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ کو حاصل ہے۔ آپ ہدایت دینے والے اور بھٹکوں کو راہ

دکھانے والے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 52 میں ارشاد فرمایا کہ

اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

بے شک آپ راہنمائی فرماتے ہیں سیدھے راستے کی طرف۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ بندہ باذن الٰہی ہدایت دے سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص اور رومی سلطنت کو فتح فرما کر لوگوں کو ہدایت دی اور ان کو اسلام سے روشناس کرایا۔ اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعا فرما دینا پھر تو قبولیت کا شک ہی نہ رہا کہ بالیقین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ھادی بھی اور مہدی بھی ہیں۔ لہٰذا ہم سے جھگڑنے اور مجادلہ کرنے کی ضرورت نہیں جاؤ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں تا کہ تمہیں بھی کچھ ہدایت ملے۔

(فاعتبروا یاا ولی الابصار)

فرمان مبارک:5

پنجتن پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نسبت سے پانچواں فرمان تا کہ باطل لرز اٹھے۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

یبعث الله تعالیٰ معاویة یوم القیامة و علیه
رداءٌ من نور الایمان

(کنز العمال جلد6)

اللہ رب العزت جب قیامت کے روز حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو اٹھائے گا تو ان پر ایمان کے نور کی نورانی

چادر ہوگی۔

المختصر یہ کہ اس حدیثِ پاک سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت ہوا۔ دوسرا خاتمہ بالایمان ثابت ہوا اور تیسرا آپ قیامت کے روز بھی حالتِ ایمان میں اُٹھیں گے۔

بدبخت انسان زبان کو لگام دو۔ مطلب کی باتیں مان لیتا ہے۔ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو۔ اگر تمہیں ہم پر اعتماد نہیں جا! روضہ رسول ﷺ پر اور پوچھ کہ کیا آقا آپ ہی کے یہ فرامین ہیں۔ ہمت ہے تو جا، تجھ پر جو بدبختی سوار ہے وہ تجھے ایک دن جہنم میں دھکیل کر رہے گی۔ انشاء اللہ۔

معزز قارئین! آپ مختلف زاویوں اور دلائل کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھما کے مناقب پڑھ چکے۔ آپ پر بحمد اللہ تعالیٰ یہ راز عیاں ہو گیا کہ تاریخ جھوٹی ہے اور نبی پاک ﷺ کا فرمان سچا ہے۔ اب فقیر ان بنیادی اعتراضات کی طرف آتا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کئے جاتے ہیں اور ان شاء اللہ بعون اللہ الوھاب ان کا جواب دینے کی پوری کوشش کروں گا۔ جس نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنا ہے اور انہیں نہیں ماننا تو اس بدبخت نے اس بین واظہر مباحثہ کے باوجود بھی نہیں ماننا۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنے عقیدوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی ﷺ۔

باب نہم

اعتراضات پر علمی و منطقی تبصرہ

اعتراض نمبر 1:۔

ہمارے اہلسنت کے ایک فرد نے اعتراض کیا ہے کہ اہلسنت والجماعت کے تمام آئمہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف صرف زبان بند رکھی جائے گی ان پر طعن نہیں کیا جائے گا۔جیسا کہ عقائد نسفی جو کہ ابتدائی درسی کتاب کا حصہ ہے میں یہی بیان موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن نہیں کیا جائے۔اہلسنت کا طریقہ ہی یہ ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن نہیں کرتے لیکن عقائد کی کسی بھی کتاب میں کسی بھی امام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کا باب نہیں باندھا۔لہٰذا جو ان کے مناقب وفضائل بیان کرتا ہے وہ ان کو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجھہ الکریم کے مقابل لاکر کھڑا کرتا ہے۔اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا یہ خارجی النسل ہونے کی دلیل ہے۔اور وہ بندہ خارجی ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب اور فضائل بیان کرے اور ان کی تعریفیں کرے۔

الجواب بعون اللہ الوھاب:۔

اس اعتراض کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1) عقیدۂ اہلسنت وجماعت مسلک حقہ۔

(2) عقائد کی کتب کا اسلوب اور اندازِ تحریر۔

(3) حضرت امیر معاویہ کے مناقب بیان کرنے والا خارجی۔

اولاً:۔ بحث کرتے ہیں معترض کی پہلی شق پر کہ کیا جو معترض نے بیان کیا ویسا ہی عقیدہ ہے یا اس کے برعکس بھی منقول ہے؟ پہلی شق میں معترض حق بجانب ہے اور کتب عقائد اور آئمہ کے نظریات وافکار سے یہی درس وسبق ملتا ہے۔کتب عقائد اس بات پر گواہ

ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطائے اجتہادی پر تھے یہ جاننے کے باوجود ان پر زبان کھولنے والا بدبخت ہے اور حضرت اجماع امت یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز نہ کی جائے۔ان کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملے میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان مقدس ہستیوں کو زیرِ بحث نہ لایا جائے۔

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری،عقائد نسفی وغیرہ)

لہٰذا اس پہلی شق کو دیکھتے ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان کھولنے والا،ان پر لعنت وطعنہ زنی کرنے والا رافضی اور اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔اس کے باوجود وہ اہلسنت ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا،کذاب ودجال ہے۔

ثانیاً:۔ معترض کی دوسری شق پر نظر وفکر کے حوالے سے دیکھتے ہیں کہ کیا معترض کا یہ نظریہ کہ کتب عقائد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کا باب نہیں باندھا گیا،درست ہے یا غلط ہے؟

انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس معاملے میں معترض کو درست کہا جائے۔معترض کا یہ کہنا کہ مناقب کا باب نہیں باندھا گیا،درست ہے۔لیکن معترض نے اس اسلوب اور انداز تحریر کو جس رنگ میں پیش کرنا چاہا وہ انتہائی غلط ہے۔معترض اپنے آپ کو علامہ مولانا کہلواتے ہوئے پھولے نہیں سماتے۔ذرا یہ تو بتائیں کہ عقائد کی کتاب میں عقیدہ پر بحث کی جاتی ہے یا مناقب وتعریفوں کے باب باندھے جاتے ہیں۔اگر آپ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں تو آپ کو یہی قائدہ وقانون حضرت ابوبکر صدیق یارِ غار مصطفیٰ خلیفہ بلافصل،افضل البشر بعد الانبیاء رضی اللہ عنہ اور وصی رسول،زوجِ بتول،

دامادِ رسول، فاتح خیبر حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں لاگو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ان دونوں مقدس ہستیوں کے مناقب کیلئے بھی کسی امام نے کتب عقائد میں مناقب کا باب نہیں باندھا۔ لہٰذا آپ کا قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

جب کتب عقائد کے اسلوب اور انداز تحریر کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا خارجیت ہے تو بتایئے ان دو مقدس ہستیوں کے فضائل و مناقب بیان کرنے والے کو آپ کیا کہیں گے؟ لہٰذا معترض کی دوسری شق ٹوٹ گئی کیونکہ عقائد کی کتب میں مناقب کے باب ہوتے ہی نہیں۔ پھر خواہ مخواہ کا شور مچانے کا مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔

ثالثاً:۔ معترض کی تیسری شق پر نظر کرتے ہیں کہ معترض کیا کہتا ہے کہ سابقہ کتب عقائد کا اسلوب دیکھتے ہوئے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنے والا خارجی ہے اہلسنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا معترض حق بجانب ہے یا نہیں۔

معترض کی بیان کردہ تیسری شق پر حکم یہی لگتا ہے کہ معترض اس نظریہ میں حق بجانب نہیں۔ منقبت کسے کہتے ہیں کسی غیر رسول کی تعریف و توصیف کرنا۔ جیسا کہ غوث الاعظم کی شان میں منقبت، داتا علی ہجویری کی منقبت وغیرہ۔ اگر یہ قائدہ و کلیہ استعمال کیا جائے تو منقبت بیان کرنے والا خارجی ہے تو علامہ ابن حجر المکی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں، تعریف و توصیف میں، تطہیر الجنان کتاب لکھی۔ اعلیٰ حضرت،

امام عشق و محبت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی الحنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں چھ رسالے لکھے۔ تو کیا یہ دونوں خارجی ہیں؟ **نعوذ باالله من ذالك** ان کے علاوہ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر حضرت ابوشکور محمد بن عبدالسعید سالمی کبشی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی کتاب تمہید ابوشکور سالمی جس کا درس بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ اپنے حلقۂ درس میں دیتے رہے۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے حوالے دیتے رہے۔ اس کتاب میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے۔

(حوالہ تمہید ابوشکور سالمی ناشر فرید بک سٹال باب خلافت و امارت کا بیان ساتویں فصل ص 369 تا 372)

کیا یہ حضرات بھی خارجی تھے؟ لگتا ہے صرف آپ اور آپ کے مقتدی ہی صحیح ہیں باقی سب خارجی ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت ہیں، نے کیا۔ کیا وہ بھی خارجی ہیں؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی کیا **نعوذ باالله** ایک صحابی رسول ﷺ جنکا لقب حبر الامت ہے۔ وہ بھی خارجی ہیں؟ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعریف بیان کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے بخاری شریف میں ایک پورا باب باندھا، کیا وہ بھی خارجی ہیں؟ مثنوی شریف میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی کیا وہ بھی خارجی ہیں؟

سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین کے باوجود ان کی تعریف کی۔ کیا نعوذ باللہ یہی جرأت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کرتے ہو؟ حضور غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

علیہ نے بھی غنیۃ الطالبین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کی ۔کیا یہ بھی نعوذ باللہ خارجی تھے؟

المختصر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بخاری شریف میں احادیث کا ملنا، ترمذی، مسلم وغیرھم میں احادیث کا نقل کیا جانا بتار ہا ہے کہ اہلسنت و جماعت کا فرد وہی ہے جو جنگ صفین کے معاملے میں خاموشی رکھے اور کسی کی بھی تنقیص شان نہ کرے جتنا حق بنتا ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف اور مناقب بیان کرے یہی مسلک اہلسنت ہے۔ جو اس سے پھرایا تو وہ خارجی ہے یا رافضی۔ لہٰذا اعتراض کرنے سے پہلے اسلاف کو بھی دیکھ لیا ہوتا تو کبھی ہزاروں کی تعداد میں مقتدی گمراہ نہ کئے جاتے۔ لیکن اس کے باوجود ہم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کو ہر حوالے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل جانتے ہیں اور مانتے ہیں۔

اعتراض نمبر 2:۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے بارے سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولا یعنی جس جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔ اور ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ علی مع القرآن والقرآن مع علی یعنی قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے۔ گویا ان احادیث کی روشنی میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اصل ایمان ٹھہرے۔ لیکن جو ان احادیث کو جانتا بھی ہو اس کے باوجود صفین میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے لڑے وہ ایماندار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت علی کلِ ایمان اور جو کلِ ایمان کے مقابلے میں آئے وہ کل کفر ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا صحابی تو دور کی بات ایماندار ہی ثابت کردو۔

الجواب بعون اللہ الوھاب:۔

معترض کا اعتراض قابل غور ہے۔ اس کو فقیر تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

اولاً:۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شخصیت مسلمہ ہے۔

ثانیاً:۔ حضرت علی اصلِ ایمان اور کلِ ایمان ہیں اور ان کے مقابل جو بھی آئے وہ بھی کلِ کفر ہے۔

ثالثاً:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ ہی صحابی رہے اور نہ ہی ایماندار۔

اگر ان تین حصوں کو بخوبی سمجھ گئے تو آیئے بحث ملاحظہ فرمائیں۔

معترض کا پہلا جملہ کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شخصیت مسلمہ ہے بالکل درست ہے۔ اسمیں کسی قسم کا جھگڑا یا اختلاف نہیں ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قیامت تک آنے والے ہر مرد وعورت کے مولا ہیں۔ اور جو ان کو مولا نہیں مانتا وہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کو مولا نہیں مانتا۔ یہی اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور اہل سنت و جماعت ہی اس عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

رہی بات یہ ہے کہ حضرت علی اصل ایمان اور کل ایمان ہیں تو یہ درست ہے۔ اس مین کوئی شک نہیں ہے۔ انسان پکا مومن تب ہوگا جب اس عقیدے کے ساتھ ساتھ باقی باتوں پر ایمان مسلم ہو۔ جو قرآن کا انکار کرے تو بالاتفاق وہ مسلمان نہیں رہتا۔ جب نبی پاک ﷺ کی ہر نسبت کا احترام کیا جائے اور صحیح طور پر ایمان لایا جائے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کی جائے تو انسان کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ مومن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے اور منافق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ کل ایمان کا مقابلہ ہمیشہ کل کفر سے ہوتا ہے سراسر غلط اور قرآنی حقائق

کے خلاف ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تک ایمان نہیں لایا جائے گا انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ گویا دوسرے الفاظ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان بھی اصل ایمان سے ہے۔ اگر معترض کا یہ قائدہ وکلیہ درست ہے کہ کلِ ایمان کے مقابل ہمیشہ کلِ کفر ہوتا ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ سورۃ الکہف میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا نزاع موجود ہے اسمیں کس کو کلِ ایمان اور کلِ کفر قرار دو گے۔ اگر انصاف کی آنکھ رکھتے ہو تو رافضیوں کے جملوں سے توبہ کرلو ورنہ ہمیں تمہارے رافضی ہونے میں شک نہیں ہے۔

اور اسی طرح سورۃ اعراف میں پارہ 9 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا جھگڑا منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کے سر کے بال پکڑ کر کھینچے اور داڑھی پکڑ کر کھینچی۔ یہ قرآن میں واضح طور پر موجود ہے اب ان دونوں میں سے کس کو کل ایمان اور کل کفر بناؤ گے۔ لہٰذا تمہارا رافضی منطق قرآنی آیات کے اسلوب سے ٹوٹ گیا۔ التجا و درخواست یہی ہے کہ اپنا منطق پاس رکھو۔ ہمارے پاس قرآن وحدیث کے بیان کردہ اصول ہی کافی ہیں۔

رہی بات یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کی وجہ سے اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے مارنے کی وجہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو اس کیلئے نہ ہی قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے نہ آئمہ سے ایسی کوئی بات منقول ہے۔ اگر یہی اصول صرف تم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی بناؤ تو دیکھو کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو مارا کہ تم دروازے پر تھے تمہارے ہوتے ہوئے خلیفہ سوم کیسے شہید کر دیے

گئے۔ مجھے اب بتاؤ کہ کیا نعوذ باللہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مارنے کی وجہ سے یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار بھی تمہارے اصول کی زد میں آجائیں گے؟ **نعوذ باللہ من ذلك۔**

چودہ صدیاں گزرنے کو ہیں اس سے پہلے کسی بھی شخص سے اس طرح کے جملے اور بحث منقول نہیں۔ جب کہ آج کے نام نہاد دین کے ٹھیکیداروں اور جھوٹے محبان اہلبیت نے ہی دین کا بیڑہ غرق کرنے کیلئے اس طرح کی بحث کو چھیڑ رکھا ہے۔ اور افتراق وانتشار پھیلا رہے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن مجتبیٰ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے کبھی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر ومنافق نہیں سمجھا۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

کان یقول لا هل حر به انا لم نقاتلهم علی لتكفير لهم و لم نقاتلهم علی التكفير لنا و لكنا رأ ينا انا علی حق ورا و انهم علی حق۔ (قرب الاسناد جلد 1 ص 45)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ان سے جنگ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے ہمارے ساتھ ہمارے کافر ہونے کی وجہ سے کی لیکن ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے۔

اس کے علاوہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اگر وہ بھی انہیں کافر سمجھتے ہوتے تو کبھی بیعت نہ کرتے جیسے یزید ملعون کی بیعت نہ کی۔ تو معلوم ہوا کہ ان دوشہزادوں نے بیعت کر کے بتادیا کہ اہلبیت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کافر نہیں ہیں بلکہ مسلمان اور قطعی جنتی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنھما نے بیعت کی اس کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ رجال کشی ص 102 مطبوعہ کربلا۔
2۔ کشف الغمہ فی معرفتہ الائمہ جلد 1 ص 570 مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن۔
3۔ الاحتجاج الطبرسی جلد 2 ص 9 مطبوعہ نجف اشرف جدید۔
4۔ جلاء العیون ملاباقر مجلسی جلد 1 ص 395، ص 403 مطبوعہ تہران طبع جدید۔
5۔ اخبار الطّوال مطبوعہ بیروت ص 220۔
6۔ مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف ص 6۔
7۔ الامامت والسیاست ص 164 مطبوعہ مصر طبع قدیم۔
8۔ مروج الذھب للمسعودی جلد 3 ص 7 مطبوعہ بیروت۔

اگر فقیر کو طوالت کا ڈر نہ ہوتا تو متن سمیت ہدیہ قارئین کرتا۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حتمی فیصلہ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب سیدنا واما منا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

قتلا یا و قتلا معاویة فی الجنة۔

(تطہیر الجنان ص 19 مطبوعہ ملتان)

ہمارے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین جنتی ہیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا کہ

و لا تصل علی احد منهم مات ابدا۔

اور ان (منافقین) پر نماز جنازہ نہ پڑھنا کبھی بھی جو ان میں سے مرجائے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے اور جو منافقین یا کافروں کی جان بوجھ کر نمازِ جنازہ پڑھے ان کیلئے بخشش کی دعا کرے تو بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تجدید الایمان اور تجدید نکاح کا اس پر حکم عائد کیا جائے گا۔ اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا فعل۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین میں قتل ہونے والے خواہ اس طرف والے ہوں یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف والے ہوں سب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کا نماز جنازہ پڑھانا بتا رہا ہے کہ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ منافق سمجھتے تھے اور نہ ہی کافر۔ اور جو خوامخواہ ضد لگائے بیٹھے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) منافق اور کافر کہہ رہے ہیں وہ دوسرے الفاظ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مذکورہ بالا آیت کا منکر مانتے ہیں۔ محبت اہلبیت کے ٹھیکیدار سیدو! شرم کرو تم کس طرح کا الزام حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ پر لگا رہے ہو۔ توبہ کرو اور سچے دل سے نبی پاک ﷺ کی ہر صحبت اور نسبت کا احترام کرو۔

ابن الاثیر لکھتے ہیں کہ

و صلی علی قتلیٰ اهل البصرة و الکوفة و صلی علی قریش من هؤلاء و هولاء۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوفی (دونوں
طرف کے) مقتولین پر نماز جنازہ پڑھی اور دونوں طرف
کے قریشی مقتولین پر نماز جنازہ پڑھی۔

(تاریخ کامل ابن الاثیر جلد 3 ص 254 بیروت)

المختصر یہ کہ اس تمام بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قطعی جنتی اور اہل بیت کی نظر میں سب سے پکے مسلمان آپ ہی تھے۔ جو ان کے خلاف بولے گویا وہ اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی مخالفت کر کے جہنم خرید رہا ہے۔

اعتراض نمبر 3:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رضی اللہ عنہ اور امیر و امام کہنے والے آدمی کے پیچھے نہ تو کوئی نماز جائز ہے اور نہ ہی اس سے رشتہ ناطہ درست ہے۔ کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صفین میں کئی مسلمانوں کا خون بہایا اور ایک مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا دائمی دوزخی ہے۔ اور سرکار علیہ السلام کا بھی واضح فرمان ہے کہ

اذا تواجه المسلمان بسيفهما فا لقاتل و المقتول فی النار۔

کہ جب دو مسلمان لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

ان واضح فرامین کے باوجود آپ انہیں جنتی اور رضی اللہ عنہ کہنے پر مصر ہیں تو آپ کی عقل پر تف ہے۔ لہٰذا اپنے عقیدے درست کریں اور اتنے بڑے قاتل کا ساتھ نہ دیں۔

(نعوذ باللہ من هذا الاعتراض)

الجواب بعون اللہ الوهاب:۔

دراصل یہ کوئی ایک اعتراض نہیں۔ اس میں بہت سی باتیں یک بارگی پوچھی گئی ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فقیر سابقہ اسلوب کی طرح اس کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان شاء اللہ اور بتوفیق الٰہی ان پر بحث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اولاً:۔ معترض نے یہ کہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امام و امیر ماننے والا اور رضی اللہ عنہ کہنے والا امامت کا حق دار نہیں۔ اس کے پیچھے نمازیں درست نہیں۔

ثانیاً:۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر و امام اور رضی اللہ عنہ کہے اس سے رشتہ ناطہ کرنا ہی درست نہیں۔

ثالثاً:۔ ایک مسلمان کو قتل کرنے والا جہنمی ہے اور جب دو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

معترض کی ان تین شقوں کو بغور پڑھیئے اور پھر ان کے جوابات پر دھیان دیجئیے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امام و امیر اور رضی اللہ عنہ کہنے والا امامت کا حق دار نہیں۔ فقیر معترض سے سوال کرتا ہے کہ اگر یوں ہی تمہارا فتویٰ ہے تو یوں ہی سہی اب اپنے ہی دیے ہوئے فتویٰ سے اسلام پر دیکھنا کیا اثر پڑتا ہے۔ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر و امام اور رضی اللہ عنہ کہنے والا امامت کا حق دار نہیں تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضور سیدی غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلی الحنفی

القادری رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد محدثِ اعظم ہند کچھوچوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نقشبندیہ خواجہ خانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ چشت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، قطب جہلم حضرت سید لطف علی شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ روا تڑہ شریف اور حضرت محدث علی پوری سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیات نے انہیں امیر معاویہ کہا اور ساتھ رضی اللہ عنہ کہا۔ اگر ان سب کی امامت درست نہیں تو لگتا ہے کہ پھر دین اسلام صرف چند نام نہاد سیدوں اور چند نام نہاد اسکالرز کے پاس ہی ہے باقی سب نعوذ بالله من ذلك اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔

یہ تو حال انکا ہے جو صرف امیر و امام اور رضی اللہ عنہ کہتے زندگی بسر کر گئے لیکن ان کا کیا ہوگا جو خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما وسلام علیہما نوجوانانِ جنت کہ سرداروں نے بیعت بھی کی اوران کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں۔ تو جب آپ کا لگایا ہوا فتویٰ اہلبیت اطہار کی توہین سے لبریز ہے تو ہم آپ کے نظریات وافکار اور آپ کے غیر شرعی اور جاہلانہ فتوؤں کو جوتی کی نوک

پر رکھتے ہیں۔

معترض کے کئے گئے اعتراضات کی شق ثانی ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر وامام ماننے والا اور رضی اللہ عنہ کہنے والا اس قابل ہی نہیں کہ اس سے رشتے ناطے کئے جائیں۔ (نعوذ باللہ)

اگر آپ نے شق اول کا جواب صحیح طور پر ملاحظہ فرمایا ہے تو اس پر بھی وہی جواب ہے کہ اتنے بڑے بڑے حضرات کے اگر رشتے ناطے درست نہ رہے تو نعوذ باللہ اس نے اولیاء اللہ اور مقتدر آئمہ دین کی اولاد کو ناجائز قرار دے دیا اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اس فتویٰ کی زد میں آ گئے نعوذ باللہ۔ ارے کم بخت! توبہ کر۔ کیوں ضد میں جہنم خرید رہا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو صحیح طرح اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین بجاہ النبی الامین)

یہ تو وہ تھے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے تھے معترض نے ان کا یہ حال کیا تو جنہوں نے خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے رشتے ناطے کئے ان کے بارے میں کچھ بولنے سے پہلے معترض کی زبان کٹ جانی چاہیے۔ ملاحظہ ہوں۔

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ جو کہ ام المومنین بنیں، کا نکاح حضور ﷺ سے ہوا۔

(2) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بہن ہند بنت ابی سفیان سے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔

(3) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی لیلیٰ کا نکاح حضرت سیدنا امام حسین سید الشھداء رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جس سے علی اکبر پیدا ہوئے۔

(4) حضور شافع یوم النشور ﷺ کی بھتیجی لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس کا عقد ولید بن عقبہ یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کیساتھ ہوا۔

(5) رملہ بنت محمد بن جعفر یعنی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی کی شادی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ کے پوتے سے ہوئی۔

ارے کم بخت معترض! اگر تمہارے نزدیک یہ بھی رشتے ناطے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض کی وجہ سے درست نہیں ہیں تو اس اولاد پر کیا حکم لگاؤ گے جو ان سے ہوئی۔ تم نے تو کم بخت! نبی پاک ﷺ کے خانوادے کو بھی نہیں چھوڑا۔ لہٰذا تاریخ کو ہی ماں باپ نہ مانو ورنہ گمراہ ہی ہوتے چلے جاؤ گے۔ توبہ کرو اور صحیح معنوں میں نبی پاک ﷺ کی نسبتوں کا احترام کرو۔

معترض کی تیسری شق ملاحظہ کیجئیے کہ ایک مسلمان کا قتل کرنے والا دائمی جہنمی ہے۔ اور دو مسلمان لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ نعوذ بالله من ذلك۔

آپ گزشتہ صفحات میں موجود بحث پڑھ چکے ہیں کہ اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان اور قطعی جنتی مانتے ہیں۔ اور ان کے گروہ میں سے جو بھی شہید ہوا اسے بھی مسلمان مانا گیا۔ اور مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تو جب بھی دونوں طرف مسلمان ہی تھے تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے گروہ کے افراد کو قتل کرنے والا اگر دائمی جہنمی تمہارے قول کے مطابق بن جائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے وہ افراد جو حالتِ ایمان میں شہید کئے گئے ان کو قتل کرنے والوں کے بارے میں کیا کہو گے۔ نعوذ بالله من ذلك۔ تمہارا فتویٰ پھر یک طرف نہیں چلے گا دو طرف چلے گا۔ نہ ہی اہلبیت کو بخشے گا اور نہ ہی اصحاب رسول ﷺ کو۔ شرم کرو!

کن کن ہستیوں پر فتوے لگا رہے ہو۔ توبہ کرو اور تجدید ایمان کرو۔

اسی طرح اگر دو مسلمان ہوں اور لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں پھر تمہارا یک طرفہ نہ رہا دونوں پر لگا کیونکہ حدیث میں قاتل کے ساتھ مقتول کا بھی ذکر ہے۔ جہاں تم یہ حدیثیں فٹ کرنا چاہتے ہو اس سے تمہارے ایمان کا بھی جنازہ نکل جائے گا۔ اگر ہمت ہے تو دو طرفہ فتویٰ دو دیکھتے ہیں کہ تم کتنے بڑے مسلمان باقی رہتے ہو۔

(فا عتبرو ا یا اولی الابصار)

اعتراض نمبر 4:۔

آپ نے تو تصفیہ کروانے کی بڑی کوشش کی ہے۔ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ کسی طرح سے امیر معاویہ کو بچایا جا سکے جبکہ موصوف کے دور خلافت میں موصوف کے حکم سے خطیب حضرات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام اہلبیت پر برسر منبر تبرا بازی کرتے تھے۔ جن کا ثبوت اہلسنت و جماعت کی معتمد علیہ کتابوں سے ملتا ہے۔ جبکہ سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے ارشاد فرمایا کہ من سب علیا فقد سبنی یعنی جس نے علی کو سب کیا اس نے مجھ پر سب کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کو بھی اس حدیث کی رو سے نہیں چھوڑا۔ اس کے باوجود تم انہیں رضی اللہ عنہ اور امام و امیر کہو تو تمہاری مرضی ہے۔ اس کے علاوہ جو تبرا بازی اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کی گئی اس کے حوالے مندرجہ ذیل ہیں کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی بنا کر بھیجا تو یہ نصیحت کی کہ

لاتترك شتم علي و ذمه۔

یعنی تم حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ پر سب وشتم اور مذمت کو ترک مت کرنا۔ (کامل ابن الاثیر جلد 3 ص 472)

اسی طرح کا مفہوم اور بات دیگر کتابوں سے ملتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

1۔طبقات ابن سعد جلد 5 ص 393 مطبوعہ بیروت۔

2۔تاریخ طبری جلد 3 جز ششم ص 141۔

3۔البدایہ والنہایہ جلد 4 جز ہشتم ص 259 مطبوعہ بیروت۔

الجواب بعون اللہ الوھاب:۔

اس اعتراض میں چند باتوں کا ذکر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اہلبیت کے افراد پر سب وشتم ہوتا رہا اور دوسری بات یہ کہ اہلسنت و جماعت کی معتمد علیہ کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔اور تیسری بات یہ ہے کہ من سب علیا فقد سبنی کی روشنی میں نبی پاک ﷺ کی ذات کو بھی سب کیا گیا۔

اولاً:۔ سب وشتم کے حوالے سے جو بھی روایت سامنے آئے گی وہ قابل استدلال اور حجت نہیں ہوگی۔کیونکہ ہر مکتبہ فکر کے نزدیک کسی کا نام لیکر اس پر سب وشتم جائز نہیں۔اگر یہ بات مان ہی لی جائے تو تب سب کے سب صحابہ گناہ گار ہوں گے جو اس دور میں تھے۔اور رب تعالیٰ کے فرمان ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان کہ گناہ وعدوان پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔اگر تم واقعی اہلسنت ہو تو بتاؤ کہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے تو دین میں کتنی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ہمارے مخاطب وہ اہلسنت ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام کو مانتے ہیں اور ہمارے مخاطب رافضی نہیں۔اگر اہلسنت ہو تو سوچو اور اگر رافضی ہو تو قسمت یا نصیب۔

ثانیاً:۔ جو جناب نے حوالے پیش کئے ان کو اگر اسماء الرجال اور اس فن کے

حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے تو آپ کا خبث باطن خود بخود دور ہو جائے گا۔کامل ابن الاثیر کا جو حوالے دے کر روایت پیش کی گئی اولاً تو اس کی سند ہی موجود نہیں اور اسی کتاب کے مقدمہ میں ہے کہ میرا ماخذ تاریخ طبری ہے۔ثانیاً یہی روایت تاریخ طبری میں سند کے ساتھ موجود ہے۔

ثالثاً:۔ اگر کامل ابن الاثیر والی روایت کی سند موجود نہیں لیکن ان دونوں کا متن ایک ہونے کی وجہ سے حکم یہ لگایا جائے گا کہ دونوں کی سند بھی ایک ہے کیونکہ ماخذ بھی جب تاریخ طبری ہے تو اعتراض کی گنجائش نہیں۔

رابعاً:۔ اس روایت کے لوط بن یحییٰ مخنف اور ھشام بن محمد بن السائب الکلبی راوی ہیں جن پر خوب بحث موجود ہے۔اور ان کے کرتوت کھل کر سامنے رکھے گئے ہیں۔ملاحظہ کیجیے۔

> لوط بن یحیی ابو مخنف اخباری تالّف لا یو ق به ترکه ابو حاتم وغیره و قال یحیی بن معین لیس بثقة و قال ابن عدی شیعی محرق صاحب اخبارهم۔
>
> (لسان المیزان جلد 4 ص 492 بیروت، میزان الاعتدال جلد نمبر 2 ص 360 بیروت)
>
> لوط بن یحییٰ ابو مخنف جھوٹی خبریں دینے والا آدمی تھا۔اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ابو حاتم اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے اس سے روایت لینا ہی چھوڑ دی۔اور یحییٰ بن

معین نے کہا کہ یہ ثقہ ہے ہی نہیں اور ابن عدی نے یہ کہا
کہ تحقیق یہ شیعہ اور جلنے والا اور قصہ کہانیاں بنا کر کہنے والا
ہے۔

هشام بن محمد بن السائب الكلبي قال
احمد بن حنبل انما كان صاحب سمر و
نسب ما ظننت ان احدا يحدث عنه و قا ل
الدار قطني وغيره متروك و قال ابن
عساكر رافضي ليس بثقة
(میزان الاعتدال جلد 3 ص256 مصر)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہشام بن محمد
بن السائب الکلبی خوب قصے کہانیاں گھڑنے اور نسب
بیان کرنے میں ماہر تھا۔ اور میں گمان نہیں کرتا بلکہ یقین
سے کہتا ہوں کہ کسی ایک نے بھی اس سے روایت بیان
نہیں کی۔ دارقطنی اور اس کے علاوہ بہت سے محدثین نے
اسے چھوڑ دیا اور متروک کہا۔ اور ابن عساکر نے کہا ہے کہ
یہ رافضی اور ثقہ نہیں ہیں۔

جس بیان کردہ روایت کے راویوں کا یہ حال ہے کہ رافضی ہیں، جھوٹے قصے کہانیاں گھڑتے ہیں اور سب نے انہیں چھوڑ دیا ہے تو تم اہلسنت ہو کر اب بھی ان روایات کو سینے سے لگاؤ اور بازاروں میں ڈھنڈورا پیٹو کہ سب وشتم کیا کرتے تھے تو ہمیں تمہاری سوچ و

افکار کا علم ہو گیا ہے۔ اگر صحیح اہلسنت ہو تو توبہ کر لو ورنہ ادھر ہی چلے جاؤ۔ دورنگی چھوڑ دے
یک رنگ ہو جا سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

خامساً:۔ طبقات ابن سعد کا جو حوالہ پیش کیا گیا تو یہ روایت تو لوط بن یحییٰ غامدی سے مروی ہے۔ جو کہ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں موجود تھا اور نہ ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور تک اس کا وجود تھا۔ اس کی اپنی وفات 170 ہجری میں ہوئی۔ اس کو کس نے بتا دیا کہ سب وشتم ہوتا رہا۔ اور جب یہ وہاں موجود ہی نہیں تھا تو اس نے کیسے سن لیا۔ لہٰذا اب یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسی سے اس کے جھوٹے اور ناقابل وثوق ہونے کا اندازہ لگا لیں کہ خوام خواہ جھوٹ بولے چلے جا رہا ہے۔

سادساً:۔ البدایہ والنہایہ کا جو حوالہ پیش کیا گیا اس کی سند بالکل ہی نہیں ملتی اور ایسی روایات جن کی کوئی سند ہی نہیں وہ اٹھا کر پیش کرنا خبثِ باطن نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسی روایات کو نہ ہی کسی نے قابل استدلال مانا ہے اور نہ ہی ان روایات کو قابل دلیل کہا ہے۔ چودہ صدیوں کے بعد آپ ہی ہیں جن کو ان روایات کی یاد آ گئی۔ لگتا ہے آپ کا علم داتا علی ہجویری، ابوشکور سالمی، خواجہ معین الدین اجمیری اور پیر سید مہر علی شاہ جیسے اولیاء سے بھی زیادہ ہے۔ توبہ کرو، توبہ کرو، توبہ کرو۔

سابعاً:۔ اگر تم بضد ہو کہ ان روایات کو ماننا ہے تو پھر انصاف سے کام کیوں نہیں لیتے۔ جس طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے لعن وطعن کی روایات کتاب میں موجود ہیں۔ اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسی ہی روایات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی تاریخ طبری جز و6 ص143 کا حوالہ دینے میں میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ

حجر بن عدی نے شیعان علی کو جمع کیا اور

یظھرون لعن معاویة و البرأ ة منه

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے برأت اور ان پر لعن وطعن شروع کر دیا۔

اب خود ہی فیصلہ کرو کہ تاریخ کو مانو گے یا قرآن اور نبی پاک ﷺ کے فرمان کو مانو گے۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لاتسبوا اصحابی کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دیا کرو تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب وشتم کیا تو اب مجھے بتاؤ اسی تاریخ نے تو مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو نہیں بخشا۔ لہٰذا میں ایمان کی روشنی اور اسلاف حقہ کی نظر میں رہتے ہوئے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ تاریخی جملے ہیں ہی غلط ان پر ایمان لانا ہی ایمان ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ بس اصول یہی دیتا ہوں کہ

عقل قربان کن با پیش مصطفی ﷺ

ثامناً:۔ اگر تم یہی اعتراض کرو کہ سب کا معنی گالی گلوچ ہی ہو تو یہ مطالبہ درست نہیں۔ اسکا معنی سختی اور درشتی بھی ہوتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ بھی ہوتا ہے۔ اگر تم ان روایات کو ماننے پہ ہی آمادہ ہو تو اور سب کا معنی گالی گلوچ ہی کرتے ہو تو دل پر ہاتھ رکھ کر یہ روایت پڑھنا اور اسکا ترجمہ کرنا۔

فلما دخلا قال عباس یا امیر المومنین اقض
بینی و بین هذا وهما یختصمان فی التی
افاء الله علی رسوله من بنی النضیر

فاستب علی و عباس۔

(بخاری شریف جلد2 ص575)

جب دونوں حضرات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما۔ تو حضرت عباس نے کہا۔ اے امیر المومنین! میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ دونوں کا جھگڑا بنو نضیر کے مال میں تھا اور دونوں ایک دوسرے کو سب کر رہے تھے۔

ہم تو یہاں سب کا معنی سخت کلامی کرتے ہیں اگر تم گالی گلوچ والے معنی پر ہی مصر ہو تو بتاؤ کہ کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے گالی گلوچ ایمان مانے گا؟ ہرگز نہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ سب کا معنی سخت گیر، سخت کلامی وغیرہ لیا جا سکتا ہے نہ کہ گالی گلوچ۔ اگر بضد رہے تو نہ جانے تم کتنی ہستیوں پر یہ الزام لگا دو گے کہ وہ گالی گلوچ کیا کرتے تھے۔ شرم کر لو اور توبہ کرو۔ کہیں دجال کے ہاتھ ہی نہ لگ جاؤ۔

(سابعاً وثامناً ملخصاً از تحفہ جعفریہ جلد2 مکتبہ نوریہ)

اعتراض نمبر5:۔

جامع ترمذی جلد2 اور مشکوٰۃ المصابیح ص551 میں ہے کہ حضور ﷺ اپنی عمر کے آخری لمحات تک بنوامیہ اور ان کے علاوہ دو قبیلوں سے نفرت کرتے تھے۔ لیکن آپ ہیں کہ اتنی واضح حدیثیں ہونے کے بعد بھی مناقب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کیے جا رہے ہیں۔ ہمیں شرم دلاتے ہیں خود شرم کریں۔

الجواب بعون اللہ الوھاب:۔

معترض نے قابل التفات اعتراض کیا کہ نبی پاک ﷺ آخری عمر تک تین قبیلوں سے نفرت کرتے رہے ایک بنوامیہ، ایک بنوثقیف، اور ایک بنوحنیفہ۔ یہ حدیث بالکل درست ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک بھی نہیں ہے۔

اولاً :۔ معترض نے یہ حدیث بیان کر کے بنوامیہ سے نفرت کا ذکر کیا اور باور کرانا چاہا کہ نبی پاک ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی نفرت کرتے تھے کیونکہ آپ بھی اسی قبیلے میں سے تھے۔

معترض کو چاہیے کہ اس حدیث کو غور سے پڑھے کہ جہاں بنوامیہ کا ذکر ہے، کیا وہاں تخصیص کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ کسی ایک قبیلے سے نفرت کرنے سے یہ بات مراد نہیں لی جاسکتی کہ سب سے نفرت ہے ہوسکتا ہے کہ بعض ایسے اشخاص ہوں جن کی وجہ سے نفرت ہو۔ آ ؤ مشکوٰۃ المصابیح کی ہی حدیث کے تحت درج حاشیہ سے اس نفرت کی تفصیل طلب کرتے ہیں تا کہ معاملہ واضح ہوجائے کہ

قال العلماء انما کرہ ثقیفاً للحجاج و بنی
حنفیہ لمسلمۃ و بنی امیۃ لعبید اللہ بن زیاد
و یزید

(مشکوٰۃ شریف ص551 حاشیہ نمبر5)

علماء حقہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا ثقیف سے نفرت کرنا صرف حجاج کی وجہ سے تھا جو کہ ظالم بادشاہ تھا اور بنی حنیفہ سے نفرت کرنا مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، کی وجہ سے تھا۔ اور بنوامیہ سے نفرت کرنا صرف عبید اللہ ابن زیاد کی وجہ سے تھا جس

کے سامنے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا اور اس نے منہ پر چھری ماری۔ اور یزید کی وجہ سے نفرت کرنا تھا۔

المختصر نبی پاک ﷺ غیب دان تھے اور ان اسباب پر بھی باذن اللہ مطلع تھے جو نفرت کا باعث بنتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کا بنی امیہ سے نفرت کرنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یزید اور عبید اللہ ابن زیاد کی وجہ سے تھا۔

ثانیاً :۔ معترض کو بنوامیہ پر ہی اعتراض کی سوجھی باقیوں کو کیوں چھوڑا۔ یہ بھی خبثِ باطن کی دلیل ہے کہ بعض کو مان لینا اور اسی کے بعض کو جھٹک دینا۔ اور اس کے علاوہ قریش مکہ کے جو کفار تھے ان کا بھی شیوہ رہا ہے۔

ثالثاً:۔ معترض کو چاہیے کہ اب ذرا مزید غور کرے کہ سارے بنوامیہ کے افراد سے نفرت تھی تو نبی پاک ﷺ نے حضرت ام حبیبہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجہ محترمہ بننے کے شرف سے کیوں مشرف فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت خاص کر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کیوں ان سے رشتے ناطے کئے۔ اگر نبی پاک ﷺ ان سے نفرت کرتے تھے تو ان سے رشتہ داریاں کیوں جوڑتے رہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ بنوامیہ سے نفرت کا سبب صرف اور صرف عبید اللہ بن زیاد اور یزید ملعون کی وجہ سے تھا نہ کہ سب افراد کی وجہ سے۔ لہٰذا تم خود ہی شرم کرو۔

باب دھم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلاف کی نظر میں

ساری بحث ملاحظہ فرما لینے کے بعد اب دل صاف ہو جانے چاہیں۔ یہ کوئی میری ذاتی رائے نہیں تھی جو کہ میں نے اپنی اس کتاب میں پیش کی۔ کیونکہ بہت سے اسلاف کے نظریات وافکار اور جملے میرے موقف کی تائید کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اب اسلاف کے نظریات وافکار دیکھتے ہیں جو انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ظاہر فرمائے۔

1) حضرت سیدنا علی المرتضٰی داماد رسول وزوج بتول رضی اللہ عنہ کا فرمان

و قد سمع قو مھا من اصحابہ یسبون اھل لشام ایام حر بھم بصفین-انی اکرہ لکم ان تکو نو ا سبابین و لکنکم لو و صفتم اعمالھم و ذکر تم کان اصوب فی القول و ابلغ فی العذر و قلتم ماکان سبکم ایاھم :

اللھم احقن دماء نا و د ماء ھم و اصلح ات بیننا و بینھم و اھد ھم من ضلالتھم حتی یعرف الحق من جھلہ و یر عوی عن الغی و العدوان من لھج بہ۔

(نہج البلاغہ حصہ اول خطبہ 197 ص 604 سن اشاعت 1983)

جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم نے اپنے اصحاب سے شام کے رہنے والوں کے بارے میں گالی گلوچ سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں گالی دینے والا سن کر بہت خفا ہوتا ہوں۔ کیا بہتر ہوتا کہ تم

گالی دینے کی بجائے اور لعن وطعن کرنے کی بجائے ان
کیلئے یہ کلمات کہتے۔ اے اللہ! ہمارے اوران کے خون کو
گرنے سے بچا اور ہمارے درمیان صلح و صفائی پیدا فرما
دے اور انہیں ہدایت عطا فرما۔ یہاں تک کہ حق کو جان
لیں اور جھگڑالو! جھگڑا کرنے سے باز رہ جائیں۔

المختصر یہ کہ ہمارے جداعلیٰ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان پر لعن وطعن اور گالی گلوچ سے منع فرمایا اور جو لعن وطعن کرتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان سے خفا ہی رہتے ہیں۔ چہ جائیکہ انہیں داد دیں۔

اولاً:۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے خون کو محترم جانا اور گرنے سے بچنے کی دعا کی تلقین کی۔

ثانیاً:۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ ان کے کام اچھے بھی ہیں اور حالت بہتر بھی ہے۔ چہ جائیکہ آپ انہیں کافر و فاسق سمجھتے ہوں۔

ثالثاً:۔ آپ ان کیلئے ہدایت کی دعا فرماتے رہے اور حضرت علی المرتضیٰ سرتاج اولیاء ہیں ان کی دعا کو رب کیسے موڑ سکتا ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو سید کہنے والے فرمان سیدنا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بھی غور کریں اور اپنے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں۔ یہی التجاء بعض نام نہاد گدی نشینوں اور بعض نام نہاد علماء سے بھی ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حالت ایمان کو بیان کیا اور ان پر لعن طعن اور سب وشتم سے روکا۔

و من له علیه السلام کتبه الی اهل الامصار

يقص فيه ماجرى بينه و بين اهل صفين كان بدء
امرنا انا التقينا و القوم من اهل الشام و الظاهر ان
ربنا واحد و دعوتنا في السلام واحدة و لا
تستزيدهم في الايمان با لله و التصديق برسوله
ولا يستزيدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فيه من
دم عثمان و نحن منه برآء۔

(نہج البلاغہ عربی خط نمبر 58 ص448 بیروت)
(نہج البلاغہ اردو خط نمبر 58 ص822 مطبوعہ لاہور اشاعت 1983)

اکثر شہروں کے معززین کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا جسمیں ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات یعنی لڑائی کی ابتدا جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے۔ ہم خدا پر ایمان لانے اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں۔ نہ وہ ہم پر فضل وزیادتی کے خواہاں ہیں۔ ہمارا سب کا حال یکساں ہے۔ مگر جو اختلاف ہے وہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حالانکہ کہ ہم اس سے بری ہیں۔

المختصر یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہل شام کو صاحبانِ ایمان سمجھتے تھے۔ اہل شام کے سردار حضرت سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں تو ایماندار ہونے کا حساب خود

لگالیں۔ان واضح فرامین کے باوجوداور جوان کے ایمان میں شک وشبہ کرے اس کے کافر ہونے میں شک نہیں ہوسکتا۔

2) حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں

و اتفق اھل السنة علی وجوب الکف عما جر بینھم والا مساك عن مساديھم و الاظھار فضائلھم و محاسنھم و تسلیم امر ھم الی اللہ عز و جل علی ما کا ن و جری من اختلاف علی و عائشة و معاویة و طلحة وزبیر رضی اللہ عنھم علی ما قد منا بیانه و اعطاء کل ذی فضل فضله کما قال اللہ تعالیٰ و الذین جاء و امن بعد ھم یقولون ربنا اغفر لنا و لا اخواننا الذین سبقونا با لایمان۔

(غنیۃ الطالبین ص178)

تمام اہلسنت و جماعت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے۔اورانہیں برا بھلا کہنے سے پرہیز کیا جائے۔ان کے فضائل اور ان کی خوبیاں ظاہر کی جائیں۔اور ان بزرگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کیا جائے جیسے وہ اختلافات جوحضرت علی ،حضرت عائشہ،حضرت امیر معاویہ،حضرت طلحہ اورحضرت زبیر رضی اللہ عنھم میں واقع ہوئے جسکا بیان

ہم پہلے کر چکے ہیں اور ہر عظمت والے کواس کی عظمت کا حق دیا جائے۔کیونکہ رب نے خودان کی شان بیان فرمائی ہے۔

المختصر حضور سیدی،سردارالاولیاء،سید شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی کا مسلک یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا نہ کہا جائے۔ان کے فضائل وخوبیاں بیان کی جائیں۔اور بعض جوخودکوقادری حنفی بھی کہیں اور یہ بھی کہیں کہ فضائل بیان کرنے والا خارجی ہےتو انکا حضور غوث الاعظم کے بارے میں کیا خیال ہے۔جواپنے آپ کوگیلانی سید کہلواتے ہوئے توہین پر تلے ہوئے ہیں وہ اس فرمان پرغور کریں۔خبث باطن ختم ہوجائے گا۔

(3) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں:۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے خلفاء،امراءاور صالحین کی وفات کے حالات میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکرخیر فرمایا ہے۔آخری وقت میں آپ کاتسبیح کرنا اور ذکر کرنا اور اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کرنا اورحضور شافع یوم النشور ﷺ کے تبرکات کے ساتھ کفن دینے کی وصیت کرنا اوراولیاء کاملین کی طرح رقاق ظاہر کرنا تفصیل کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ (احیاءالعلوم ص1961 بحوالہ صافیہ ازغلام رسول قاسمی)

4) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

حضرت شیخ علی الاطلاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمانا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے صحیح ہونے کا ثبوت ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد4 ص697)

5) حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

و من یکون یطعن فی معاویة فذالك
کلب من کلاب الهاویة
یعنی وہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ
جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

(نسیم الریاض جلد3 ص480)

6) امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان الحنفی القادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی وہ حدیث جو صلح پر صادق آتی ہے اس کی شرح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

و به ظهران الطعن علی الامیر معاویة
طعن علی الامام المجتبیٰ بل علی جده
الکریم ﷺ بل علی ربه عز و جل الخ

یعنی کہ حضرت امیر معاویہ پر اس صلح کے بعد طعن کرنے والا دراصل امام حسن مجتبیٰ

علیہ السلام پر طعن کرتا ہے بلکہ ان کے جد کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر طعن کرتا ہے بلکہ ان کے رب عزوجل پر بھی طعن کرتا ہے۔اس لیے کہ مسلمانوں کی باگ دوڑ کسی غلط آدمی کے ہاتھ میں دینا اسلام اور مسلمین کے ساتھ خیانت ہے۔اور اگر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غلط ہیں جیسا کہ طعن کرنے والے کہہ رہے ہیں تو پھر اس خیانت کے مرتکب معاذ اللہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ٹھہریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی اس خیانت پر رضا لازم آئے گی۔اور یہ وہ ہستی ہیں جن کی شان میں و ما ینطق عن الهوی وارد ہے۔یہ جملے اس شخص کو فائدہ دیں گے جس کیلئے اللہ نے ہدایت کا ارادہ فرمالیا ہے۔

(المستند المعتمد مترجم ص190)

معزز قارئین آپ اب جان چکے ہوں گے لوگوں کو کس انداز میں گمراہ کیا جارہا ہے اور تاریخ کا جھانسہ دے کر امت میں تفرقہ ڈالا جا رہا ہے۔ابھی تک صرف میں قرآن و احادیث اور چند اقوال تک محدود رہا اور یہ رسالہ طوالت پکڑ گیا۔اگر قارئین کا ذوق مطالعہ وسیع ہوتا تو اس کو ایک وسیع مواد میں آپ کے سامنے پیش کرتا۔یہ وہ حقائق ہیں جن سے آنکھیں چرانے والا بدبخت ہے۔یہ ہدایت ہے اس کے لیے جو انصاف کے ساتھ اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر ان حقائق کو تسلیم کرے گا۔وگرنہ میرے مخاطب وہ نہیں ہوتے جو ہٹ دھرم اور ضدی ہوں۔

اہلسنت و جماعت کے عوام کی آنکھوں سے ایک پٹی ہٹانا چاہتا ہوں تاکہ مزید فتنوں کی زد میں آکر اپنا ایمان خراب نہ کریں۔جب بھی اہلسنت و جماعت کے نظریات پر ضرب لگائی جاتی ہے تو چند کتابوں کو اہل سنت کا لیبل لگوا کر عوام کو گمراہ کرلیا جاتا ہے۔لہٰذا میں ان کتابوں کا تعاقب کرنے میں لگا ہوں تاکہ اس فتنے کا راستہ ہی بند ہو جائے۔اس میں بھی

اختصار سے کام لوں گا تا کہ مقصود تک پہنچنے میں آسانی ہو اور دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(و ما توفیقی الا باللہ العظیم)

سب سے پہلے ان کتابوں کے ناموں سے واقفیت حاصل کر لیں تا کہ معاملہ سمجھنے میں آسانی ہو ان کے نام درج ذیل ہیں جو لکھ کر اہل سنت کے ذمہ ڈال دی گئیں ملاحظہ ہوں۔

ینابیع المودۃ، فرائد السمطین، تاریخ یعقوبی، مروج الذھب، مودۃ القربی، الامامۃ والسیاسۃ، عقد الفرید اور تاریخ طبری وغیرہ۔

یہ وہ مشہور کتابیں ہیں جن کا حوالہ دیتے وقت یہ باور کروایا جاتا ہے کہ یہ اہلسنت و جماعت کے مقتدر علماء کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں حالانکہ یہ کتابیں فقہ جعفریہ کے مصنفین کی ہیں جو کہ خود انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ ہماری کتابیں ہیں۔

(ینابیع المودۃ لذوی القربیٰ) للشیخ و
سلیمان بن ابراھیم الحنفی القندوزی
البلخی (1220-1294) استنبول
1301 فی 527 ص ثم فی بمبئی علی
الحجر ثم طھران 1308 و بعدھا مکرراً و
المولف و ان لم یعلم تشیعه لکنه
غنوصی و الکتاب یعد من کتب الشیعة
(الذریعة الی تصانیف الشیعة جلد 25 ص 290 مطبوعہ
بیروت جدید از آقا بزرگ شیعی مجتھد)

ینابیع المودۃ لذوی القربی، شیخ سلیمان بن ابراہیم حنفی

قندوزی کی تصنیف ہے جو (1220-1294) کو نقشبند میں چھپی 1301 میں استنبول میں 527 صفحات پر مشتمل چھپی۔ پھر بمبئی اس کے بعد 1308 میں تہران میں چھپی۔ اس کے بعد کئی مرتبہ اس کی اشاعت ہوئی۔ اس کے مصنف سلیمان حنفی قندوزی کا شیعہ ہونا اگرچہ غیر معلوم ہے لیکن وہ غنوصی ہے اور اس کی کتاب کا شمار کتب شیعہ میں ہی ہوتا ہے۔

لہٰذا پتا چلا کہ یہ اہل سنت کی کتاب نہیں ہے بلکہ کسی سلیمان نامی تقیہ باز آدمی کی کتاب ہے۔ جسکی حقیقت خود آقا بزرگ تہرانی نے واضح کر دی ہے۔ لہٰذا اب کسی بھی طرح اس کا حوالہ پیش کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ یہ کتاب اہلسنت کی ہے ہی نہیں۔ آج کل اسے مکتبہ امامیہ چھاپ رہا ہے۔ کیا اہلسنت کے مکتبوں کی سیاہی ختم ہو گئی تھی جو امامیہ والوں کو چھاپنی پڑ گئی۔ ان کا اس کتاب کو چھاپ کر سامنے لانا بتا رہا ہے کہ یہ کتاب ان ہی کی ہے اور اہل سنت کی طرف منسوب کی جا رہی ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب کے جو ماخذ ہیں وہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، مناقب بن شہر آشوب، اور نہج البلاغہ ہیں۔ لہٰذا خوامخواہ اہلسنت اس کا حوالہ نہیں مانتے۔

یہی حال فرائد السمطین کا ہے جس کا مصنف ابراہیم بن محمد حموینی ہے۔ آقا بزرگ تہرانی نے اس کتاب کو بھی اپنی یعنی شیعہ کی کتاب تسلیم کیا ہے۔ حوالہ

(الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ جلد 16 ص 136 بیروت جدید)

یہی حال تاریخ یعقوبی کا ہے۔ جسکا مصنف احمد بن ابی یعقوب عباسی ہے۔ جبکہ

بہت سی کتابوں سے یہ تصدیق ملتی ہے کہ یہ اہلسنت کی معتبر کتاب نہیں۔ بلکہ فقہ جعفریہ کی کتاب ہے۔اور گھر والے خود بولیں کہ ہماری ہے تو شک کی گنجائش رہتی ہی نہیں۔حوالہ جات۔

(الذریعہ جلد3 ص296،الکنی والالقاب فارسی جلد4 ص358 اعیان الشیعۃ جلد1 ص154)

یہی حال مروج الذھب کا ہے۔جس کا مصنف علی بن حسین مسعودی ہے۔یہ بھی اہلسنت نہیں۔حوالہ جات۔

(الذریعہ جلد15 ص47 الکنی والالقاب فارسی جلد4 ص221 منتخب التواریخ مقدمہ(ج)مطبوعہ تہران،اعیان الشیعۃ جلد1 ص157،160،تنقیح المقال جلد2 ص282،283)

یہی حال مودۃ القربی کتاب کا ہے۔جسکے حوالے ینابیع المودۃ کے بعد بہت دیکھنے کو ملتے ہیں اوراس کے مصنف کا نام ہے سید علی ہمدانی۔یہ بھی اہلسنت کی کتاب نہیں۔اس کے مصنف کے شیعہ ہونے پر ایک مستقل رسالہ مجتہد شیعہ عالم دین نے لکھا ہے۔حوالہ جات:۔

(الذریعہ جلد23 ص255،جلد39 ص765،جلد1 ص377،جلد11 ص9 مجالس المومنین جلد2 ص 138 تا140)

یہی حال الامامۃ والسیاسۃ اور عقد الفرید کا ہے۔کہ یہ بھی اہلسنت کی کتاب نہیں ہے۔الامامۃ والسیاسۃ اسماء الرجال کے حوالے سے انتہائی غلط گو اور کثیر اخلاط کرنے والے مصنف کی تصنیف ہے اور عقد الفرید کے مصنف احمد بن عبد المعروف ابن عبد ربہ کے بارے میں الذریعہ موجود ہے کہ

انه يدل كلامه على تشيع منه۔

کہ یہ شخص اہل تشیع میں سے تھا جیسا کہ اس کا کلام دلالت کرتا ہے۔

(الذریعہ جلد15 ص286)

آیئے اب تاریخ طبری از محمد بن جریر طبری کو حقائق کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔محمد بن جریر طبری کے بھانجے ابوبکر محمد بن خوارزمی نے اپنے ماموں کا تذکرہ اس انداز میں کیا کہ بات واضح ہوگئی۔

الکنیٰ والالقاب جلد1 ص22 مطبوعہ تہران پر ہے کہ

بِآملَ مولدی و بنو
جریر
فاخوالی و یحکی المرء
خاله
فها انا رافضیٌ عن
تراث
و غیری رافضیٌ عن
کلاله

اور یہی وہ ابن جریر طبری ہے جس کو مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان دفن ہی نہ ہونے دیا گیا اور اسی کو اسی کے گھر میں دفن کیا گیا۔کیونکہ اس کو سب رافضی سمجھتے تھے۔

(البدایہ والنھایۃ جلد11 ص146 بیروت)

اور اسی طرح تذکرہ الحفاظ جلد2 ص713 پر بھی اس کے متعلق بہت کچھ ہے کہ موضوع روایت بیان کرنے کا ماسٹر تھا۔اور لسان المیز ان میں ہے کہ

كان يضع للروافض۔

کہ یہ روافض کیلئے حدیثیں بیٹھ کر گھڑا کرتا تھا۔

(لسان المیزان جلد5 ص100 میزان الاعتدال ص35 جلد3)

اورالذریعہ اورالکنیٰ والالقاب میں یہ بات موجود ہے کہ یہ تقیۃً اہلسنت بنا ہوا تھا۔

(الذریعہ جلد16 ص120 الکنی والالقاب جلد3 ص280)

تمت بالخیر

24 دسمبر 2019 بوقت دوپہر 11:40 منٹ 27 ربیع الاخر

تکملہ از

سید نجم مصطفیٰ بخاری نقوی نقشبندی

خادم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم۔

الحمدللہ رب العالمین۔

بے اندازہ و بے حد شکر ہے اس رب کا جس نے یہ کائنات سجائی اور اشرف المخلوقات کو دولت علم سے غنی بنایا۔ بے اندازہ و بے حد درود وسلام اس پیارے نبی ﷺ پر جو عالم ارواح میں بھی تھے تو نبی۔ بچپن کا زمانہ گذارا تو صفت نبوت سے متصف اور جوانی گذاری تو بھی نبی اور جب تک جہان ہے آپ نبی ہی رہیں گے۔اور درود وسلام آپ کی ازواج وآباء پر، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہو۔

آخر کار ادنیٰ سی کوشش بعون اللہ الوھاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ میں پریشان تھا کہ آغاز کیسے کروں گا اور اختتام کیسے؟ لیکن میرے پروردگار نے خود ہی اسباب پیدا فرمانا شروع کر دیے۔اور آج اس ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو گیا۔ یہ کتاب میرے پیر و مرشد قدوۃ الکاملین، یادگار اسلاف ابوعرفان، پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف کے عقائد کی خوب ترجمانی کرتی ہے۔اور آپ کے نور نظر، محافظ عقائد اہلسنت ،شہزادہ اہلسنت ابورافع پیر سید عرفان امیر شاہ صاحب بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم ہی کی کاوش ہے کہ مجھ جیسے ناقص العقل اور کم علم کو اتنے بڑے عنوان پر لکھنے کیلئے تیار کیا۔ یہ دعائیں ہیں اسلاف کی بالخصوص میرے والدین کی جن کی وجہ سے آج میں بڑے بڑے عنوانات پر قلم اُٹھاتا ہوں اور اسلاف کا طریقہ سامنے رہتا ہے۔ میں بے حد مشکور ہوں ادارہ بشیر المصنفین آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف کا جس نے مجھے

کتابیں فراہم کیں اور ترکیب وترتیب میں میری معاونت و مدد کی۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب سے فقہ جعفریہ پر ہتک کرنا نہیں تھا اور نہ ہی ان کی دل آزاری مقصود تھی۔ بلکہ یہ کتاب لکھی ہی ان اہلسنت و جماعت کے گم گشتہ راہ افراد کیلئے جو اپنا بھی اور دوسروں کا بھی ایمان خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر کسی کی اس سے دل آزاری ہوئی ہو تو قرآن واحادیث کے احکامات پر غور کرے۔ ان شاءاللہ میری یہ باتیں شیریں محسوس ہوں گی۔

اگر مجھ سے دوران تحریر و تحقیق کوئی غلطی ہوئی ہو یا عبارت سمجھنے میں کوتاہی ہوئی ہو تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ میری توبہ۔

استغفر الله ربی من کل ذنب و خطاء و اتوب الیه و اسأله التوبة

یا رسول اللہ ﷺ نظر مہربانی چاہیے
سب گناہ دھل جائیں رحمت کا پانی چاہیے

خادم آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف
سید نجم مصطفیٰ نقشبندی
فاضل بھیرہ شریف، بی۔ایڈ
ایم اے علوم اسلامیہ، ایم۔ایس۔سی کیمسٹری

ماخذ و مراجع

نمبر شمار		نمبر شمار	
1	القرآن الکریم	16	تبیان القرآن
2	تفسیر حقانی	17	تفسیر ضیاء القرآن
3	تفسیر مواہب الرحمٰن	18	تفسیر ابن عباس
4	تفسیر جلالین	19	تفسیر نعیمی
5	تفسیر معالم التنزیل	20	کنز الایمان
6	تفسیر نور العرفان	21	صحیح البخاری
7	صحیح مسلم	22	ترمذی شریف
8	ابن ماجہ	23	ابوداؤد
9	مستدرک حاکم	24	کنز العمال
10	المعجم الکبیر	25	المعجم الاوسط
11	المعجم الصغیر	26	مسند امام احمد
12	مسند ابی یعلی	27	معرفۃ الصحابہ
13	الریاض النضرۃ	28	الاحادیث المختارہ
14	اعتقاد اہل السنۃ	29	مجمع الزوائد
15	مسند الفردوس	30	مشکوٰۃ المصابیح

نمبرشمار	نام کتاب	نمبرشمار	نام کتاب
31	حلیۃ الاولیاء	46	تطہیر الجنان
32	الاصابہ فی تمیز الصحابہ	47	شرح فقہ اکبر
33	عقائد نسفی	48	تمہید ابوشکور سالمی
34	قرب الاسناد	49	غنیۃ الطالبین
35	رجال کشی	50	تفسیر فرات کوفی
36	کشف الغمہ	51	الاحتجاج الطبرسی
37	جلاء العیون	52	اخبار الطّوال
38	مقتل ابی مخنف	53	الامامت والسیاست
39	مروج الذہب	54	لسان المیز ان
40	میزان الاعتدال	55	تاریخ کامل
41	طبقات ابن سعد	56	تاریخ طبری
42	البدایہ والنہایہ	57	نہج البلاغہ
43	احیاء العلوم	58	نسیم الریاض
44	المستند المعتمد	59	الذریہ الیٰ تصانیف الشیعہ
45	الکنی والالقاب	60	مجالس المؤمنین